سلسلہ فیضانِ عشرہ مبشرہ کے آٹھویں صحابی

حضرتِ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ



المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
شعبہ فیضانِ صحابہ

مدنی چینل دیکھتے رہئے

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)
SC 1286

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

دُرُود شریف کی فضیلت

باکمال فرشتہ:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مشہورِ زمانہ کتاب "**فیضانِ سنت**" جلد اول صفحہ ۱۷۷ پر ہے: سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا **فرمانِ شفاعت نشان** ہے: بے شک **اللّٰہ تعالٰی** نے ایک **فِرِشتہ** میری **قَبْر** پر **مُقَرّر** فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے، پس قیامت تک جو کوئی مجھ پر **دُرُودِ پاک** پڑھتا ہے تو وہ مجھے اُس کا اور اُس کے باپ کا نام پیش کرتے ہوئے یوں کہتا ہے: **فُلاں بن فُلاں** نے آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک پڑھا ہے۔[1]

---

[1]...... مجمع الزوائد، الحدیث: ۱۷۲۹۱، ج ۱۰، ص ۲۵۱

میں قُرباں اِس ادائے دَست گیری پر مِرے آقا
مدد کو آ گئے جب بھی پکارا یا رسولَ اللہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! **دُرُود شریف** پڑھنے والا کس **قَدر بَخْتْوَر** ہے کہ اُس کا نام بمع ولدیت **بارگاہِ رِسالت** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں **پیش** کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی اِنتہائی ایمان افروز ہے کہ **قَبرِ مُنَوَّر** عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر حاضر فِرِشتے کو اس قَدر زِیادہ قوتِ سَماعت دی گئی ہے کہ وہ دنیا کے کونے کونے میں ایک ہی وَقت کے اندر دُرُود شریف پڑھنے والے لاکھوں مسلمانوں کی انتہائی دھیمی آواز بھی سُن لیتا ہے اور اسے **عِلمِ غیب** بھی عطا کیا گیا ہے کہ وہ **دُرُودِ پاک** پڑھنے والوں کے نام بلکہ ان کے **والد صاحبان** تک کے نام جان لیتا ہے۔ جب خادمِ دربارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **قوتِ سَماعت** اور **علمِ غیب** کا یہ حال ہے تو سرکارِ والا تبار، مکّے مدینے کے تاجدار، محبوبِ پروردگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے **اختیارات و علمِ غیب** کی کیا شان ہوگی! وہ کیوں نہ اپنے غلاموں کو پہچانیں گے اور کیوں نہ اُن کی فریاد سُن کر بِاِذنِ **اللہ تعالٰی** اِمداد فرمائیں گے۔ [1]

[1]……فیضانِ سنت، باب آداب طعام، ج ۱، ص ۱۷۷

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہو گا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خوش بخت مکی نوجوان

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی شان نرالی ہے کہ ابوجہل بظاہر حضور نبیٔ رحمت، **شفیعِ اُمت** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے **قریب** رہ کر اور مختلف **معجزات** دیکھ کر بھی دولتِ اِسلام سے محروم رہا جبکہ حضرت اُوَیس قرنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ظاہری صحبت سے کوسوں دور عمر بھر زیارت کے لئے رَنْجُور رہے مگر خوش بختی کا یہ عالم کہ کل قیامت میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان کی شَفاعت کے صدقے بخشی جائیگی۔[1]

تقدیرِ الٰہی جب کسی پر مہربان ہوتی ہے تو اُس کی ہدایت ونجات کے لئے ظاہری اسباب کے ساتھ ساتھ بسا اوقات باطنی اسباب بھی پیدا کر دیئے جاتے ہیں، اس کا مشاہدہ ایک **مکی نوجوان** کی زبان سے اس کے قبولِ اسلام کے اس دلچسپ واقعہ سے کیجئے: ''اسلام لانے سے تین دن پہلے میں نے خواب دیکھا کہ میرے چاروں طرف گُھپ اندھیرا چھایا ہوا ہے، اس گہری تاریکی میں کچھ دکھائی دے رہا تھا نہ سُجھائی اور نہ ہی اس اندھیرے سے جان چُھڑانے کے

[1]......فیض القدیر، ج۵، ص ۶۴۹

لئے کچھ سمجھ میں آ رہا تھا کہ کہاں اور کدھر جاؤں؟ اچانک میرے سامنے ایک چاند نمودار ہوا تو میں اس کی جانب چل دیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے چند آدمی اس چاند تک پہنچ چکے ہیں، ذرا قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق، حضرت سیِّدُنا علی بن ابو طالب اور حضرت سیِّدُنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: آپ یہاں کب پہنچے؟ تو انہوں نے بتایا کہ بس ابھی ابھی آئے ہیں۔

اس خواب کے تین دن بعد مجھے معلوم ہوا کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چُھپکے چُھپکے اسلام کی دعوت دے رہے ہیں تو میں سمجھ گیا کہ یہی وہ چاند ہے جو مجھے کفر کی تاریکیوں سے چھٹکارا دلانے والا ہے۔ پس میں رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس وقت ''اَجْیَاد'' نامی مقام پر تشریف فرما تھے۔ میں نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی: آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔ تو میں نے فوراً کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔'' ①

یہ خوش بخت مکی نوجوان کون تھا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً کفر وشرک کی تاریک وادی سے نکل کر دینِ اسلام کی پرنور وادی میں داخل ہو جانا ظاہری و باطنی معراج ہے، اس مکی نوجوان کی خوش قسمتی کے کیا کہنے! خود دو عالم کے مالِک ومختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں کلمہ شہادت پڑھا کر دینِ اِسلام کے مہکتے باغ میں داخل فرمایا، اس نوجوان کی قسمت پر یقیناً سبھی کو رشک آرہا ہوگا، بلکہ اس خوش نصیب نوجوان کے تعارف کے لیے دل بھی مچل رہا ہوگا کہ آخر یہ خوش نصیب نوجوان کون ہے تو جان لیجئے کہ یہ فاتِحِ اِیران جنّتی صحابی ''حضرت سیِّدُنا **سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ'' ہیں۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا تعارف:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں، جن کا تعارف خود **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحْبُوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کروایا۔ چنانچہ،

---

① ......الریاض النضرۃ، الباب الثامن فی مناقب سعد بن مالک، الفصل الرابع فی اسلامہ، ج ۲، ص ۳۲۰ ملتقطاً

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم، رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے استفسار کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں کون ہوں؟ ارشاد فرمایا: ''تم سعد بن مالک بن اُہیب بن عبد مَناف بن زُہرہ ہو اور جو اس کے علاوہ کوئی اور نَسَب تمہاری طرف منسوب کرے اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہو۔'' ①

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت ابو اسحاق جبکہ زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونوں میں آپ کا نام ''سعد'' ہی رہا ہے، ''ابووقاص'' آپ کے والد مالک بن اُہیب کی کنیت ہے۔ اسی وجہ سے آپ ''سعد بن مالک'' اور ''سعد بن ابی وقاص'' دونوں ناموں سے مشہور ہیں، آپ کا نَسَب پانچویں پُشت میں کِلَاب بن مُرَّہ پر جا کر رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک نَسَب سے جا ملتا ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ حُمْنہ بنت ابی سفیان بن اُمیّہ بن عبد شمس بن عبد مَناف ہیں۔ ②

---

①......المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، باب ذکر مناقب ابی اسحاق سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ٦١٤٦، ج ٤، ص ٦٢٩

②......تاریخ مدینہ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ٢٠ ص ٢٩٣
الریاض النضرة، الفصل الثانی فی اسمہ، ج ٢، ص ٣١٩

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عظیم نسبت:

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت سراپا اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا: **”یہ میرے ماموں ہیں اگر کسی کا ایسا ماموں ہو تو دِکھائے۔“**[1]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ایسا شاندار ماموں کسی کو نہیں ملا جیسا ماموں **اللّٰہ** نے مجھے دیا ہے یہ حضرت سعد کی انتہائی عظمت ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ تم نے دیکھ لیا کہ میں اپنے ماموں سعد کا کیسا ادب واحترام کرتا ہوں، تم لوگ بھی اپنے نانا ماموؤں کا اسی طرح ادب واحترام کیا کرو۔[2]

ماموں کہنے کی وجہ:

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن عیسیٰ ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (**المتوفی ۲۷۹ھ**) اس حدیث پاک کو ذِکْر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ ”حضرت سیِّدُنا سعد

---

[1] ......سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ، باب مناقب ابی اسحاق سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۳۷۷۳، ج۵، ص ۴۱۸

[2] ......مرآۃ المناجیح، ج۸، ص ۴۴۲

بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بنوزُہرہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی والدہ ماجدہ بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں، اسی لیے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنا ماموں ارشاد فرمایا۔''[1]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الامَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: ''زُہرہ زوجہ ہیں کِلَاب بن کَعْب بن لُوی بن غالب کی، جناب سیّدہ آمِنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مل جاتی ہیں کلاب میں اور زہرہ کی اولاد میں **حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ہیں، اس طرح حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جناب سیدہ آمِنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے خاندان سے ہوئے اور ماں کا سارا خاندان خواہ دادا کی طرف سے ہو یا نانا کی طرف سے اپنے نانا ماموں ہوتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت سیدہ آمنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی دادھیال مکّہ معظّمہ میں ہے اور نَنھیال مدینہ طیبہ میں اس نسبت سے انصارِ مدینہ بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نانا ماموں ہیں اور ادھر **حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی۔[2]

---

[1] ......سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، مناقب ابی اسحاق سعد بن ابی وقاص، ج ۵، ص ۴۱۸

[2] ......مراٰۃ المناجیح، ج ۸، ص ۴۴۲

آپ کا حلیہ مبارک:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قد چھوٹا ہونے کے باوجود ایک بارُعب شخصیت کے مالک تھے، مضبوط جسم اور اونچا سر آپ کے مُدَبِّر ہونے کی غمّازی کرتا تھا، موٹی انگلیاں، چپٹی ناک اور جسم اَشْعَرُ الْجَسَد یعنی بہت بالوں والا تھا، سر کے بال نہایت خوبصورت اور گُھنگھریالے تھے، جنگ کے موقع پر آپ سیاہ خِضَاب (1) بھی لگاتے تھے تاکہ کفّار پر رُعب ودبدبہ بیٹھ جائے۔ (2)

کب اسلام قبول فرمایا؟

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار بھی ان صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول فرمایا۔ جب آپ اسلام لائے اس وقت آپ کی عمر ستّرہ ۱۷ یا انیس ۱۹ سال تھی اور نماز کی فرضیت کا

---

(1) ...... جنگ کے علاوہ سیاہ خضاب لگانا منع ہے جیسا کہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد سوم **صَفْحَہ 597** پر **صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ** حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مرد کو داڑھی اور سر وغیرہ کے بالوں میں خضاب لگانا جائز بلکہ مستحب ہے مگر سیاہ خضاب لگانا منع ہے ہاں مجاہد کو سیاہ خضاب بھی جائز ہے کہ دشمن کی نظر میں اس کی وجہ سے ہیبت بیٹھے گی۔

(2) ...... الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الثامن فی مناقب سعد بن مالک، ج ۲، ص ۳۲۰
تاریخ مدینۃ دمشق، حرف السین، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰، ص ۲۹۳

ابھی تک نازل نہ ہوا تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کتنے لوگوں کے بعد ایمان لائے اس کے متعلق دو قول مروی ہیں: (۱) تیسرے نمبر پر ایمان لائے اور قبولِ اسلام کے بعد بارگاہِ رسالت میں سات دن تک رکے رہے۔ (۲) ساتویں نمبر پر ایمان لائے اور قبولِ اسلام کے بعد بارگاہِ رسالت میں نو دن تک رکے رہے۔ البتہ! جس دن آپ اسلام لائے اس دن اور کوئی اسلام نہ لایا۔[1]

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھائیوں کا قبولِ اسلام:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لانے کے بعد آپ کے دو سگے بھائی حضرت سیِّدُنا عامر اور حضرت سیِّدُنا عُمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور ایک علاتی (یعنی باپ شریک) بہن حضرت سیدتنا خالدہ بنت ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی ایمان لے آئیں۔[2] آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک اور باپ شریک بھائی عُتْبہ بن ابی وقاص بھی ہے جس نے غَزْوَۂ اُحُد میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دَندانِ مبارکہ کو شہید کیا تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے بد دعا دی تھی کہ ایک سال کے اندر اندر کفر پر مر جائے اور ایسا ہی ہوا۔ اسی وجہ سے جُمْہُور کے نزدیک اس کا مسلمان ہونا ثابت نہیں۔[3]

---

[1]...... صحیح البخاری، کتاب الفضائل، باب مناقب سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۳۷۲۷، ج ۲، ص ۵۴۱

[2]...... الریاض النضرۃ، سعد بن ابی وقاص، ج ۲، ص ۳۲۱

[3]...... معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، باب من اسمہ عتبہ، الحدیث: ۵۳۸۵، ج ۳، ص ۴۹۸

حضرت سیِّدُ ناسعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھائی حضرت سیِّدُ ناعامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حبشہ اور مدینہ دونوں ہجرتوں کی سعادت حاصل کی ، یہ جیّد عالم تھے اور ان کا شمار ان خوش نصیبوں میں ہوتا ہے جنہیں **مُبَشَّر صَحَابہ** کہا جاتا ہے، یعنی وہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جنہیں اسی دنیا میں سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے جنت کی خوشخبری ملی ۔ چنانچہ،

جنتی شخص کی آمد:

حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دن ارشاد فرمایا: ''ابھی ایک جنتی شخص تمہارے پاس آئے گا۔'' یہ فرمانا تھا کہ میرے بھائی حضرت سیِّدُ ناعامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے آئے۔ [1]

نوعمر مجاہد اور جذبۂ جہاد!

حضرت سیِّدُ ناسعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دوسرے بھائی حضرت سیِّدُ ناعُمیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی انتہائی خوش بخت صحابی تھے جنہوں نے غَزْوَۂ بدر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جذبۂ جہاد کے کیا کہنے! غَزْوَۂ بدر میں ان کی شرکت کا واقعہ نہایت دلچسپ ہے۔ چنانچہ،

[1] ......الریاض النضرة، سعدبن ابی وقاص، ج ۲، ص ۳۲۱

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کے مطبوعہ 33 صَفحات پر مشتمل رسالے، ''**نور کا کھلونا**'' **صَفْحہ** 22 پر ہے کہ **حضرتِ سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چھوٹے بھائی **حضرت سیِّدُنا عُمیر بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جو ابھی نَو عُمر ہی تھے غَزْوَۂ بدر کے موقع پر فوج کی تیّاری کے وقت اِدھر اُدھر چھپتے پھر رہے تھے۔ **حضرتِ سیِّدُنا سعد** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے **تعَجُّب** سے پوچھا: کیوں چھپتے پھر رہے ہو؟ کہنے لگے، کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دیکھ لیں اور بچہ سمجھ کر **جِہاد** پر جانے سے منع فرمادیں۔ بھیّا! مجھے راہِ خدا میں لڑنے کا بڑا شوق ہے۔ کاش! مجھے شہادت نصیب ہو جائے۔ آخر کار سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توجُّہ میں آ ہی گئے اور ان کو کم عُمری کی وجہ سے منع فرما دیا۔ **حضرت سیِّدُنا عُمیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غلبۂ شوق کے سبب رونے لگے، ان کا آرزوئے شہادت میں رونا کام آ گیا اور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اجازت مرحمت فرمادی۔ جنگ میں شریک ہو گئے اور دوسری آرزو بھی پوری ہوگئی کہ اُسی جنگ میں شہادت کی سعادت بھی نصیب ہوگئی۔[1]

---

[1] ……الاصابۃ، الرقم ۶۰۷۲ عمیر بن ابی وقاص، ج ۴، ص ۶۰۳

چھوٹا مجاہد بڑی تلوار:

حضرتِ سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں میرے بھائی **حضرت سیِّدُ نا عُمیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عمر میں چھوٹے تھے اور تلوار بڑی تھی لہٰذا میں ان کی حمائل کے تَسموں میں گرہیں لگا کر اونچی کرتا تھا تا کہ وہ تھوڑے بڑے نظر آئیں۔[1]

زندگی کا حقیقی مقصد:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! چھوٹا ہو یا بڑا راہِ خدا میں جان قربان کرنا ہی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی زندگی کا حقیقی مقصد تھا۔ لہٰذا کامیابی خود آگے بڑھ کر ان کے قدم چومتی تھی۔ حضرتِ سیِّدُ نا عُمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت آپ نے ملاحظہ فرمایا اور بڑے بھائی سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تعاون کے بارے میں بھی آپ نے پڑھا۔ بیشک آج بھی بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائی سے اور باپ اپنے بیٹے سے تعاوُن کرتا ہے مگر صرف دُنیوی مُعاملات میں اور فقط دُنیوی مستقبل کو روشن کرنے کی غرض سے۔ افسوس! ہمارے پیشِ نظر صِرف دنیا کی چندروزہ زندگی کا سِنگھار ہے جبکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی نگاہوں میں آخرت کی زندگی کی بہار

---

[1] ……تاریخ مدینہ دمشق، سعد بن ابی وقاص، ج ۲۰، ص ۲۹۸

تھی۔ہم دُنیوی آسائشوں پر نثار رہتے ہیں اور وہ اُخروی راحتوں کے طلب گار رہتے۔ ہم دنیا کی خاطر ہر طرح کی مصیبتیں جھیلنے کیلئے تیّار رہتے ہیں اور وہ آخرت میں سُرخُروئی کے لیے ہر طرح کی راحتِ دنیا کوٹھوکر مار کر سخت مصائب وآلام اور خون آشام تلواروں تلے بھی مسکراتے رہتے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا عشقِ رسول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے دلوں کی دھڑکن بن چکا تھا، اپنے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت وغلامی میں اتنے **مُنْہَمِک** اور **مُسْتَغْرَق** ہو چکے تھے کہ انہیں دنیا کی کسی چیز اور کسی نسبت سے کوئی غرض نہ تھی۔ وہ سب کچھ برداشت کر سکتے تھے لیکن انہیں کبھی یہ گوارا نہ تھا کہ کوئی ان کے دلوں کے چین، رحمتِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اُن سے جدا کرے کیونکہ محبوب کا عِشق اگر پورے طور پر دل میں جاگزیں ہو تو محبوب کی جدائی جسم سے جان کی جدائی کا سبب بن جاتی ہے۔ احکامِ الٰہی کی تعمیل اور سیرتِ نبوی کی پیروی عاشق کے رگ وپے میں سما جاتی ہے۔ دل ودماغ اور جسم

وروح پر کتاب وسنّت کی حکومت قائم ہوجاتی ہے۔ آخرت نکھرتی ہے، تہذیب و ثقافت کے جلوے بکھرتے ہیں اور بے مایہ انسان میں وہ قوت رونما ہوتی ہے جس سے جہاں بینی وجہاں بانی کے جوہر کھلتے ہیں۔ عالم کی ہر چیز اس سے عشق کرنے لگتی ہے بلکہ خودعشق اس سے یوں گویا ہوتا ہے:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اسی عشقِ کامل کے طفیل صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو دنیا میں اختیار واقتدار اور آخرت میں عزت ووقار ملا، یہ انکے عشق کی انتہا تھی کہ مشکل سے مشکل گھڑی، اور کٹھن سے کٹھن وقت میں بھی انہیں دو عالم کے مالِک ومختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت سے ذرّہ برابر دوری گوارا نہ تھی۔ وہ ہر مَرحلہ میں اپنے محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نقش پا ڈھونڈتے اور اسی کو مَشْعلِ راہ بنا کر اپنی زندگی گزارتے یہاں تک کہ دنیا سے ظاہری پردہ فرماتے ہوئے بھی عشقِ محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حَسین وادیوں میں کھوئے رہے گویا:

لحد میں عشقِ رخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشقِ رسول کا ایک انوکھا واقعہ پڑھیے اور عشقِ محبوب کے جلووں میں گم ہو جائیے۔ چنانچہ،

پیارے آقا پر ہزاروں جانیں قربان:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی ماں کے بڑے فرمانبردار تھے۔ ہر حکم پر سرِ تسلیم خم کر دیتے اور کبھی اپنی ماں کی نافرمانی نہ کی۔ جب ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے اور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی غلامی میں آ گئے تو ان کی ماں بے تاب ہو گئی، اس کا دل بے چین ہو گیا، بیٹے کو آباؤ اَجْداد کے دین سے پھرتے دیکھ کر غمگین دل اچھل کر حلق میں آ گیا اور بے ساختہ پکار اٹھی: ''اے میرے لال! اے میرے جگر کے ٹکڑے! اے میرے فرمانبردار بیٹے! یہ تو نے کیا کیا؟ تو نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیا؟ اے میرے بیٹے! تو نے آج تک کبھی میری بات کو ٹالا نہ کبھی میری نافرمانی کی! یقیناً تو میری یہ بات بھی مانے گا اور اسلام چھوڑ دے گا، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں کھاؤں گی نہ پیوں گی، سوکھ کر مر جاؤں گی اور یہ سب کچھ تیرے سبب سے ہوگا اور میرے خون کا وبال تجھ پر ہوگا اور لوگ تجھے ماں کا قاتل کہہ کر پکارا کریں گے۔'' یہ کہہ کر واقعی اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا، دھوپ میں بیٹھ گئی، اور کچھ نہ کھانے پینے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی۔

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! قربان جائیے حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشقِ رسول پر، والدہ کی یہ حالت دیکھ کر بھی آپ پر کوئی اثر نہ ہوا، والدہ کا یہ دردناک انداز آپ کی استقامت کو متزلزل نہ کر سکا کیونکہ معاملہ دینِ اسلام اور محبوب ربّ العٰلمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عشق کا تھا اگر کوئی دنیاوی معاملہ ہوتا تو یہی حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شاید آگے بڑھ کر ماں کے قدموں سے لپٹ جاتے اور والدہ کی اس بات پر بھی سرِ تسلیم خم کر دیتے لیکن پیارے آقا مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور پیاری صحبت کا معاملہ تھا اور آپ کو کسی بھی طرح اپنے محبوب کی جدائی برداشت نہ تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنی والدہ کے اِس انداز پر جن الفاظ میں جواب دیا وہ تا قیامِ قیامت عُشّاق کے لیے مَشعلِ راہ بنا رہے گا بلکہ اسے تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جاتا رہے گا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عشق ومحبت سے بھرپور انداز میں گویا یوں فرمایا: ''اے میری ماں! واقعی اگر کوئی دنیاوی معاملہ ہوتا تو میں ہرگز تیری نافرمانی نہ کرتا مگر یہ معاملہ تو میرے اس محبوب کا ہے جو تجھ سے کروڑوں گنا بڑھ کر مجھ سے محبت فرماتا ہے، اے ماں! یہ اس ذاتِ اَقدس کا معاملہ ہے جو رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن ہے، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن ہے، رَاحَةُ الْعَاشِقِیْن ہے، جس کی جدائی کے مقابل میں دُنیا وَمَا فِیْھَا یعنی دنیا

اور جو کچھ اس میں ہے، سب کو ٹھکرا دوں، تیری ایک جان تو کیا اگر ۱۰۰ جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے سب قربان کرنا پڑیں تو سب کو قربان کر دوں مگر دینِ اسلام سے نہ پھروں گا اور نہ ہی اپنے محبوب کا دامن چھوڑوں گا۔"[1]

بقول مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفٰے رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن:

یہ اِک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں
میرا دین و ایماں فرِشتے جو پوچھیں
تمہاری ہی جانب اشارہ کروں میں

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ ایمان افروز جواب سُن کر ماں مایوس ہوگئی اور اس نے کھانا پینا شروع کر دیا۔

نام کے عاشق یا کام کے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کی والدین، اولاد، بھائی، بہن، بیوی، خاندان، مالِ تجارت اور مکان وغیرہ سے محبت فطری چیز ہے مگر قربان جایئے! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے عشقِ رسول پر کہ جب حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معاملہ آیا اور محبوب سے جدائی کی ہلکی سی آہٹ بھی محسوس کی تو ان تمام

[1] ...... تفسیر البغوی، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۸، ج ۳، ص ۳۹۶

رشتہ داریوں کو نہ صرف پسِ پُشت ڈال دیا بلکہ ان سے ایسی بے رخی کا اِظہار کیا کہ خود عشق بھی ان پر فخر کرنے لگا۔ یقیناً تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نام کے نہیں بلکہ کام کے عاشق تھے، حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشقِ محبوب پر ہزاروں جانیں قربان! جنہوں نے اپنے عشق بھرے جذبات کی عَکّاسی اس عظیمُ الشّان انداز میں کی کہ قیامت تک آنے والے تمام عُشّاق ان کے عشق سے فیض حاصل کرتے رہیں گے۔

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا عشقِ رسول تو یہ تھا کہ محبوب کے مقابلے میں ہر چیز کو ٹھکرا دیتے، **مگر افسوس!** ایک ہمارا بھی عشقِ رسول ہے، دعوے تو آسمان سے باتیں کرتے ہیں لیکن اسی محبوب کی لائی ہوئی شریعت پر عمل میں کوتاہی ہمارے رگ وپے میں بس چکی ہے، مستحبات وسُنَن تو دور کی بات فرائض بھی صحیح طرح ادا نہیں کرتے، **اے کاش!** ہم صرف نام کے نہیں بلکہ کام کے عاشق بن جائیں۔ اے ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ! ہم سب کے سینے بھی عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بحرِ بیکراں سے اس طرح بھر دے کہ اتباعِ حبیب و اتباعِ فدایانِ حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے ہمیں دونوں جہاں میں سرفرازی وسُرخُروئی نصیب ہوجائے۔

آمین بجاہِ النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

”اطاعت“ کے پانچ حروف کی نسبت سے

والدین کی اطاعت کرنے یا نہ کرنے کے متعلق 5 مدنی پھول

(۱)......والدین کا ہر وہ حکم جو شرعاً جائز ہو اس پر فوراً عمل کرلیا جائے اگر چہ وہ کافر و فاسق ہوں، ان کے کُفْر و فِسْق کی وجہ سے نافرمانی کرنا جائز نہیں کہ اس کا وبال انہیں پر ہے۔ البتہ! اولاد کو چاہیے کہ ان سے بَصَد اَدب و اِحترام گزارش کرے اگر مان لیں تو بہتر، ورنہ سختی نہ کرے بلکہ تنہائی میں ان کے لیے صِدْقِ دل سے دعا کرے۔

(۲)...... اگر وہ کسی خلافِ شرع کام مثلاً فرائض وواجبات سے کوتاہی یا مَعصیت میں مبتلا ہونے کا حکم دیں تو اُن کی اطاعت جائز نہیں کیونکہ ”**لَا طَاعَةَ لِاَحَدٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی**“ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔[1]

(۳)......نفل نماز میں ہو اور ماں باپ پکاریں اور اُن کو اِس کا نماز میں ہونا معلوم نہ ہو تو نماز توڑ دے اور جواب دے بعد میں اس نماز کی قضا پڑھ لے۔[2]

(۴)...... جہاد کے سوا کسی کام کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے مثلاً تجارت یا حج یا عمرہ

---

[1]......فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۵۷، ملخصاً

[2]......جنتی زیور، نماز توڑدینے کے اعذار، ص ۲۹۴

کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے اس کے لیے والدین سے اجازت حاصل کرے، اگر والدین اس سفر کو منع کریں اور اس کو اندیشہ ہو کہ میرے جانے کے بعد ان کی کوئی خبر گیری نہ کرے گا اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں ہے کہ والدین کو بھی دے اور سفر کے مَصارِف (یعنی اخراجات) بھی پورے کرے، ایسی صورت میں بغیر اجازتِ والدین سفر کو نہ جائے اور اگر والدین محتاج نہ ہوں، ان کا نَفَقَہ (یعنی روٹی، کپڑے وغیرہ کا خرچ) اولاد کے ذمہ نہ ہو مگر وہ سفر خطرناک ہے ہلاکت کا اندیشہ ہے، جب بھی بغیر اجازت سفر نہ کرے اور ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو تو بغیر اجازت سفر کرسکتا ہے۔ بغیر اجازتِ والدین علمِ دین پڑھنے کے لیے سفر کیا اس میں حرج نہیں اور اس کو والدین کی نافرمانی نہیں کہا جائے گا۔[1]

(۵)......اگر کوئی شخص پَردیس میں ہے والدین اسے بلاتے ہیں تو آنا ہی ہوگا، خَط لکھنا کافی نہیں ہے۔ والدین کو اس کی خدمت کی حاجت ہو تو آئے اور ان کی خدمت کرے۔[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

[1]......الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السادس والعشرون، ج ۵، ص ۳۶۵، ۳۶۶ ملتقطاً

[2]......بہار شریعت، ج ۳، حصہ ۱۶، ص ۵۵۹

جنتی کی آمد مرحبا:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عشرۂ مبشرہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سے ہیں، ویسے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحْبُوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دس صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو جنت کی خوشخبری دی لیکن حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک اور مقام پر بھی ان کی غیر موجودگی میں جنّت کی بشارت دی۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا سالم بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس دروازے سے ابھی ایک جنّتی داخل ہوگا۔'' تو ہم نے دیکھا کہ اس دروازے سے حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ داخل ہوئے۔[1]

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے رفیقِ جنت:

حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھر میں داخل ہوئے اور اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا

---

[1] ……کنز العمال، کتاب الفضائل من قسم الافعال، باب فضائل الصحابۃ، حرف السین، سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۳۷۱۰۸، ج۱۳، ص ۱۸۰

عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: ''کیا میں تمہیں خوشخبری نہ دوں؟'' انہوں نے عرض کی: ''کیوں نہیں یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' فرمایا:

......تمہارے والد یعنی ابوبکر جنّتی ہیں اور جنّت میں ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔

......عُمَر جنّتی ہیں ان کے جنّتی رفیق حضرت سیِّدُنا نوح عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔

......عُثْمان جنّتی ہیں ان کا رفیق میں خود ہوں۔

......علی جنّتی ہیں انکے رفیق حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن زکریا عَلَیْہِمَا السَّلَام ہوں گے۔

......طَلْحہ جنّتی ہیں ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔

......زُبیر جنّتی ہیں ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔

......سعد بن ابی وقاص جنّتی ہیں ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا سلیمان بن داود عَلَیْہِمَا السَّلَام ہوں گے۔

......سعید بن زید جنّتی ہیں، ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا موسیٰ بن عمران عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔

......عبد الرحمٰن بن عَوْف جنّتی ہیں اور ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِمَا السَّلَام ہوں گے۔

......ابو عُبَیْدَہ بن جَرّاح جنّتی ہیں اور ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا اِدْرِیس عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔

پھر ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! میں مُرسَلِین کا سردار ہوں، تمہارے والد اَفْضَلُ الصِّدِّیْقِیْن (یعنی سچوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے) ہیں اور تم اُمُّ المومنین (یعنی مومنین کی ماں) ہو۔''[1]

راہِ خدا میں سب سے پہلا تیر:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آغوشِ اسلام میں آئے تو اسلام کی محبت ان کے دل میں اس طرح بس گئی کہ اس کی خاطر تَن مَن دَھن قربان کرنے کا جذبہ ان کی نس نس میں سرایت کر گیا اور کئی مواقع پر انہوں نے اس کا عملی مظاہرہ بھی فرمایا، **حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ عظیم سعادت نصیب ہوئی کہ کفّار کے خلاف سب سے پہلا تیر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہی چلایا۔ چنانچہ،

دو عالم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تقریباً ساٹھ ۶۰ یا اَسّی ۸۰ مہاجرین کے ساتھ حضرت سیِّدُ نا عُبیدہ بن حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سفید جھنڈے کے ساتھ امیر بنا کر **جُحْفَہ** سے دس ۱۰ میل کے فاصلے پر **رَابِغ** نامی مقام کی طرف روانہ فرمایا۔ اس لشکر کے عَلَمبَردار حضرت سیِّدُ نا **مِسْطَح بِنْ اُثَاثَہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے۔ جب یہ لشکر وادیٔ **رَابِغ** میں ''**ثَنِیَّۃُ**

---

[1] ......الریاض النضرہ، ج۱، ص۳۵

اَلْمُرَّہ ‘‘ کے پاس ایک چشمے پر پہنچا تو ابو سفیان یا ابو جہل کے بیٹے عِکْرِمَہ (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) کی کمان میں دو سو کفّارِ قریش جمع تھے، دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کفّار پر تیر پھینکا، **یہ سب سے پہلا تیر تھا جو مسلمانوں کی طرف سے کفّارِ مکہ پر چلایا گیا۔** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ترکش میں موجود **بیس** (۲۰) کے **بیس** (۲۰) تیر اس مہارت و چابکدستی سے چلائے کہ ہر تیر کسی انسان یا جانور کو زخمی کر گیا۔ کفّار ان تیروں کی مار سے گھبرا کر فرار ہو گئے اس لیے دونوں لشکروں کے مابین کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ (1)

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس عظیم سعادت کو کچھ یوں بیان فرمایا کرتے کہ **’’میں عرب کا وہ پہلا شخص ہوں جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں سب سے پہلے تیر چلایا۔‘‘** (2)

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرتِ ایمانی:

ابتدائے اسلام میں جب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مشرکین کی نظروں سے بچنے کے لئے مکّہ کی ایک گھاٹی کی جانب چلے جاتے

---

[1] ...... کتاب المغازی للواقدی، سریۃ عبیدۃ بن الحارث الی رابغ، ج ۱، ص ۱۰

سبل الھدی والرشاد، الباب الخامس فی سریۃ عبیدۃ بن الحارث، ج ۶، ص ۱۳

[2] ...... صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۳۷۲۸، ج ۲، ص ۵۴۱

اور وہاں نماز ادا کرتے۔ ایک بار حسبِ معمول صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نماز میں مشغول تھے کہ کچھ مشرکین ادھر آنکلے اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر آوازیں کسنے لگے اور مذاق اڑانے لگے۔ پھر بات اس قدر بڑھی کہ ہاتھا پائی شروع ہوگئی تو **''حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی غیرتِ ایمانی جوش میں آئی اور آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے اُونٹ کے جبڑے کی ہڈی ایک کافر کو دے ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔''** یوں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی وہ خوش نصیب شخصیت ہیں جنہیں اسلام کی خاطر سب سے پہلے کسی کافر کا خون بہانے کی سعادت نصیب ہوئی۔[1]

چار غیور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار ان صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا تھا جنہیں کفار کے معاملے میں بہت غَیُّور اور سخت سمجھا جاتا تھا اور ایسا کیونکر نہ ہوتا کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنہوں نے اپنے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقابلے میں اپنی ماں تک کی پرواہ نہیں کی تو کسی دوسرے کی کیا مجال کہ ان کے سامنے اسلام کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نکالے۔ چنانچہ،

---

[1] ......اسد الغابۃ، سعد بن مالک القرشی، ج ۲، ص ۴۳۴

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جن چار اَصحاب کو کفّار کے معاملے میں انتہائی غَیُوّر، سخت اور نہایت ہی مضبوط و طاقتور سمجھا جاتا تھا وہ یہ ہیں: (۱) امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (۲) امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم (۳) حضرت سیِّدُنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور (۴) حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔[1]

راہِ خدا میں تکالیف اور اُن پر صبر:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ ابتدائی دور میں اسلام لانے کی سعادت سے مشرف ہوئے تھے اس لیے انہیں راہِ خدا میں تکالیف بھی بہت زیادہ برداشت کرنا پڑیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خود ان تکالیف کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''مکّہ مکرمہ میں ہم لوگوں نے رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ بڑی مصیبت بھری زندگی گزاری، البتہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ہم پر خصوصی فضل و کرم فرمایا کہ تکلیفوں پر صبر کی دولت عطا فرمائی یہاں تک کہ ہمیں تنگی و تکلیف برداشت کرنے کی عادت ہو گئی۔ میں ایک رات قضائے حاجت کے لیے باہر نکلا تو میرے پاؤں سے ایک

[1] ......تاریخ مدینۃ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰، ص ۳۲۲

چیز ٹکرائی، میں نے غور سے دیکھا تو وہ اُونٹ کی کھال کا ایک ٹکڑا تھا، میں نے اسے اٹھالیا پھر اسے دھو کر جلایا، دو پتھروں کے درمیان رکھ کر پیسا اور اسے کھا کر پانی پی لیا اور میں نے تین۳ دن اسی پر گزار دیئے۔''[1]

یہ آزمائش کیوں ـــــ؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام کے ابتدائی ایام میں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر آنے والی تکالیف اور ان پر عظیم صبر واستقامت سے ہمیں بھی مدنی پھول حاصل کرنے چاہئیں، اگر راہِ خدا میں سفر کرتے ہوئے ہمیں بھی کوئی تکلیف پیش آجائے مثلاً کھانا وقت (Time) پر نہ ملے یا کوئی سامان وغیرہ چوری ہوجائے تو ہماری زبان پر شِکْوہ و شکایت والے الفاظ جاری ہوجاتے ہیں کہ ہم تو راہِ خدا کے مسافر ہیں پھر بھی **یہ آزمائش کیوں؟** تو بے صبری کا مظاہرہ کرنے کے بجائے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی ان تکالیف کو یاد کرلیا کریں **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان شیطانی وساوس کی کاٹ ہوجائے گی۔ بلکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرتِ طیبہ پر غور کریں تو کئی ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جن میں انہوں نے رضائے خداوندی کے حصول کی خاطر خود آگے بڑھ کر تکالیف کو گلے لگالیا۔ چنانچہ،

---

[1] ……حلیۃ الاولیاء، سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۲۹۴، ج ۱، ص ۱۳۵

عجیب وغریب دعا:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ غَزْوَۂ اُحُد کے دن حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن جَحْش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے پاس آئے اور کہا کہ ''تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی دعا کیوں نہیں کرتے؟'' چنانچہ ہم دعا کے لئے ایک جانب چلے گئے۔ پہلے میں نے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں یوں دعا کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! کل جب کافروں سے ہمارا سامنا ہو تو میرے مقابلے میں ان کا انتہائی طاقتور اور جنگجو شہسوار آئے۔ میں تیری راہ میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر تو مجھے اس پر غلبہ نصیب کرے حتی کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کے ہتھیار وغیرہ لے لوں۔'' پس میری دعا پر حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن جَحْش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ''آمین'' کہا اور پھر یوں بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئے: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! کل میرے مقابلے میں کافروں کا انتہائی بہادر اور طاقتور پہلوان آئے۔ میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے حتی کہ وہ مجھ پر قابو پالے اور میرے ناک اور کان کاٹ ڈالے اور پھر جب میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تو مجھ سے پوچھے کہ اے عبد اللہ! تو نے کس کی خاطر یہ ناک اور کان کٹوائے؟ تو میں عرض کروں: تیرے اور تیرے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاطر۔ تو تُو فرمائے: ہاں! تو نے سچ کہا۔''

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن جَحْش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ چنانچہ میں نے جنگ کے بعد دیکھا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو نہ صرف شہادت کے مرتبے پر فائز فرمایا بلکہ ان کی دوسری دعا کو بھی قبول فرمایا کیونکہ میں نے دیکھا کہ ان کے کان اور ناک ایک دھاگے میں پروئے ہوئے ہیں۔[1]

بارگاہِ رسالت سے درازیٔ عمر کی دعا:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حَجَّۃُ الْوَدَاع کے موقع پر مکّہ معظّمہ میں شدید بیمار ہوگئے کہ انہیں اپنی زندگی کی امید نہ رہی تو وہ بے چین ہوگئے کیونکہ انہیں پسند نہ تھا کہ ان کا انتقال اس سرزمین (یعنی مکّہ) میں ہو جس سے وہ ہجرت کر چکے ہیں۔ چنانچہ رحمتِ عالَم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو آپ نے ان کی بے قراری دیکھ کر تسلی دی اور درازیٔ عمر کی دعا فرماتے ہوئے یہ بھی بشارت دی کہ ''تم ابھی نہیں مرو گے بلکہ تمہاری زندگی لمبی ہوگی اور بہت سے لوگوں کو تم سے نفع اور بہت سے لوگوں کو نقصان ہوگا۔''[2]

---

[1]...... تاریخ مدینۃ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰، ص ۳۴۰

[2]...... صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ان یترک ورثتہ...الخ، الحدیث: ۲۷۴۲، ج ۲، ص ۲۳۲

یہ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے فتوحاتِ عَجَم کی بِشارت تھی۔ کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب بطورِ اسلامی لشکر کے سپہ سالار ایران پر فوج کشی کی تو بہت ہی قلیل عرصے میں کِسْریٰ شاہِ ایران کے تخت وتاج کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ اس طرح مسلمانوں کو ان کی ذات سے بڑا فائدہ ہوا تو بے شمار کفار کو ان کی ذات سے نقصانِ عظیم پہنچا۔

آپ نے کوفہ شہر آباد کیا:

ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خَلِّکان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْحَنَّان وَفَیَّاتُ الْاَعْیَان میں فرماتے ہیں کہ سترھویں سن ہجری میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حکم سے کوفہ شہر کی بنیاد حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رکھی۔[1]

آپ کے ہاتھوں ہونے والی فتوحات:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عراق کی جانب ایک لشکر روانہ فرمایا تو حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس کا امیر بنایا، چنانچہ قَادِسِیَّہ، عراق، مَدائن اور ملکِ فارس کے دیگر شہروں کی فتح اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہی کے ہاتھوں مقدر فرمائی، بعد میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر

[1]......وفیات الأعیان، ج ۱، ص ۲۱۲

فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کوفے کا گورنر بنا دیا۔ [1]

بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے:

حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سپہ سالاری میں **''جنگِ قَادِسِیَّہ''** میں لشکرِ اسلام نے شاندار کامیابی حاصل کی، **''قَادِسِیَّہ''** کی **عَظِیْمُ الشَّان** فتح کے بعد حضرتِ سیِّدُنا سعد بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **''بابِل''** مقام تک آتَش پرستوں کا تعاقب کیا اور آس پاس کے سارے علاقے فتح کر لئے۔ ایران کا دارُالخِلافہ **''مَدائِن''** جو کہ دریائے دَجلہ کے مشرقی کَنارے پر واقع تھا، یہاں سے قریب ہی تھا۔ امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہدایت کے مطابِق حضرتِ سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **''مَدائِن''** کی طرف بڑھے، آتَش پرستوں نے دریا کا پُل توڑ دیا اور تمام کِشتیاں دوسرے کَنارے کی طرف لے گئے۔ اُس وقت دریا میں زبردست طغیانی تھی اور اُس کو پار کرنا بظاہر ناممکن نظر آتا تھا، حضرتِ سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ کیفیت دیکھی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لے کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا! دوسرے مجاہِدین نے بھی آپ کے پیچھے پیچھے اپنے گھوڑے

[1] ……تاریخ مدینۃ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰، ص ۲۹۴

دریا میں اُتار دیئے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

دَشت تو دَشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بَحرِ ظُلمات میں دَوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

دیو آگئے...! دیو آگئے...!

دُشمنوں نے جب دیکھا کہ مجاہدینِ اسلام دریائے دَجلہ کے پھُنکارتے ہوئے پانی کا سینہ چیرتے ہوئے مردانہ وار بڑھے چلے آرہے ہیں تو اُن کے ہوش اُڑ گئے اور ''دَیواں آمَدَنْد دَیواں آمَدَنْد'' یعنی **دیو آگئے دیو آگئے** کہتے ہوئے سر پر پَیر رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ **شاہِ کِسْریٰ کا بیٹا یَزد گَرد** اپنا حَرَم (یعنی گھر کی عورتیں) اور خزانے کا ایک حِصّہ پہلے ہی ''حُلْوَان'' بھیج چکا تھا اب خود بھی مَدائِن کے درودیوار پر حسرت بھری نظر ڈالتا ہوا بھاگ نکلا۔ حضرتِ سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ''مَدائِن'' میں داخِل ہوئے تو ہر طرف عبرتناک سنّاٹا چھایا ہوا تھا، کِسْریٰ کے پُرشکوہ محلّات، دوسری بلند و بالا عمارات اور سرسبز و شاداب باغات زَبانِ حال سے دنیائے دُوں (یعنی حقیر دنیا) کی بے ثَباتی (یعنی ناپائیداری) کا اِعلان کررہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر بے اختیار حضرتِ سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زَبانِ مبارک پر پارہ 25

سُورۃُ الدُّخَان کی آیات 25 تا 29 جاری ہوگئیں:

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍۙ(۲۵) وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍۙ(۲۶) وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَۙ(۲۷) كَذٰلِكَ قف وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ(۲۸) فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ وَ مَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ(۲۹) (پ۲۵، الدخان:۲۵ تا ۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات، اور نعمتیں جن میں فارِغُ البال تھے، ہم نے یونہی کیا، اور ان کا وارِث دوسری قوم کو کردیا، تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں مُہلت نہ دی گئی۔ [1]

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے متعلقہ آیات:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے متعلق قرآن پاک کی چار آیات نازل ہوئیں۔

پہلی آیت:

جنگِ بدر میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کفّار کے نا قابل شکست سمجھے جانے والے سردار سعید بن عاص کو واصلِ جہنّم کیا اور اس کی تلوار لے لی جو کہ بہت وزنی اور قیمتی تھی۔ اسے لے کر میٹھے میٹھے آقا، مکّی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

[1] ……الکامل فی التاریخ، ذکر فتح المدائن التی فیھا ایوان کسری، ج ۲، ص ۳۵۷ تا ۳۶۰ مختصراً

کی بارگاہ میں پہنچے اور ساتھ ہی یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ یہ تلوار مجھے عطا کردی جائے لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اس کو مالِ غنیمت میں جمع کروا دو'' (کیونکہ اس وقت تک مالِ غنیمت میں تصرف جائز نہیں تھا) پس میں وہاں سے پلٹا اور اپنے بھائی کے شہید ہو جانے اور اپنا مال یعنی تلوار چلے جانے کی وجہ سے افسردہ تھا، ابھی تھوڑا دور ہی گیا تھا کہ **سُوْرَۃُ الْاَنْفَال** کی پہلی آیتِ مبارکہ نازل ہوگئی:

یَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ① (پ۹، الانفال: ۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ و رسول ہیں تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو اور اللہ و رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو۔

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے بلا کر فرمایا جاؤ اور اپنی تلوار لے لو۔[1]

دوسری آیت:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لاتے ہی ان کی

---

[1]......عمدۃ القاری، کتاب تفسیر القرآن، باب سورۃ الانفال، الحدیث ۴۶۴۵، ج ۱۲، ص ۲۴۸

والدہ بہت غمگین ہوگئی اور اس نے قسم کھائی کہ وہ ان سے اس وقت تک بات کرے گی نہ کھائے پیئے گی جب تک کہ وہ دینِ اسلام کو چھوڑ نہ دیں اور بڑے مان سے کہنے لگی: ''تمہارا تو یہ کہنا ہے کہ تمہارے ربّ نے تمہیں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا ہے لہٰذا میں تیری ماں ہوں اور تجھے دینِ اسلام چھوڑنے کا حکم دیتی ہوں۔'' وہ تین دن تک اسی حال میں رہی نہ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ بے ہوش ہوگئی۔ کچھ ہوش آیا تو وہ حضرت سیّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بددعا دینے لگی، تب قرآن مجید کی یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ (پ۲۰، العنکبوت:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔[1]

تیسری آیت:

حضرت سیّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''جب شراب کی حُرمت کا حکم نازل نہ ہوا تھا تو میں

---

[1] ...... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۲۴۱۲، ص ۱۳۱۵ ملخصاً

مہاجرین وانصار کے چند نوجوانوں کے پاس پہنچا جو ''حش'' نامی ایک باغ میں جمع تھے اوران کے پاس بھنا ہوا اُونٹ کا گوشت اورشراب بھی تھی، ان کی دعوت پر میں بھی ان کے ساتھ شامل ہوگیا، کچھ دیر بعد میری زبان سے یہ الفاظ نکلے: ''مہاجرین اَنْصار سے بہتر ہیں'' جس پر ایک شخص نے ہڈی اٹھا کر مجھے دے ماری، میری ناک زخمی ہوگئی، بہرحال بات آئی گئی ہوگئی۔ مَیں بعد میں دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ سارا واقعہ عرض کیا جس پر پارہ ۷ سُورۃُ المائِدہ کی آیت نمبر ۹۰ نازل ہوئی:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: شراب اور جُوا اور بُت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام۔ تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ۷، المائدۃ: ۹۰)[1]

چوتھی آیت:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک بار میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر چار صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے، اسی دوران کُفّار کی ایک جماعت شہنشاہِ

[1] ...... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۲۴۱۲، ص ۱۳۱۶

مدینہ، قرارِ قلب وسینہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں آئی، ہماری غربت اور اَدنیٰ لباس دیکھ کر وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمیں اِن لوگوں کے پاس بیٹھتے ہوئے شرم آتی ہے، اگر آپ انہیں اپنی مجلس سے نکال دیں گے تو ہم آپ کے پاس آئیں گے۔ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی اس شرط کو منظور نہ فرمایا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۲﴾ (پ۷، الانعام: ۵۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔ [1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میرے ماں باپ تم پر قربان:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یوں تو تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جیسے ہی دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دامنِ رحمت

[1] ......تاریخ مدینۃ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰، ص ۳۳۰

سے وابستہ ہوئے تو خوش بختیوں اور سعادتوں نے ان کے آستانوں پر ڈیرے ڈال لیے، بلکہ فقروفاقہ اور تنگدستی بھی ان کے دربار سے فیض لینے پہنچ جایا کرتے تھے، یہ صُحبتِ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کا فیضان تھا کہ آج سارا زمانہ ان کی غلامی پر ناز کرتا ہے کیوں نہ ہو کہ

دامنِ مُصطفٰے سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا
جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا

تمام صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اپنے محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اپنا تَن مَن دَھن سب کچھ فدا کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہا کرتے تھے، **سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ ناز میں حاضری سے قبل ''**فِدَاکَ اَبِی وَاُمِّی** یعنی **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں'' جیسے وَالہانہ جذبات سے ان کی زبان ہر وقت تَر رہتی تھی، لیکن قربان جایئے **حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قسمت پر! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ صحابی ہیں جنہیں خود نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے ارشاد فرمایا: ''**فِدَاکَ اَبِی وَاُمِّی** یعنی اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔''

محسنِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جس وارفتگی اور شفقت و پیار بھرے انداز سے یہ ارشاد فرمایا غالباً اس طرح کبھی کسی صحابی کو نہ فرمایا۔ چنانچہ،

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی کسی کے لئے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں فرمایا سوائے حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے۔ غَزْوَۂ اُحُد کے دن سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود ان سے ارشاد فرما رہے تھے: ''اِرْمِ فِدَاکَ اَبِی وَ اُمِّی یعنی تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں! تیر مارو۔'' (1)

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خود بیان کرتے ہیں کہ اُحُد کے دن حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے والدین کریمین کو میرے لئے جمع فرمایا، اس طرح کہ مشرکین میں سے جنگ میں شریک ایک شخص مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا رہا تھا، سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: ''اِرْمِ فِدَاکَ اَبِی وَ اُمِّی یعنی تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں تیر مارو۔'' میں نے ایک بغیر پر کا تیر لے کر اس کے پہلو پر مارا جس سے وہ گر پڑا اور اس کی شرم گاہ کھل گئی،

---

(1) ……صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۲۴۱۱، ص ۱۳۱۴

سرکارِ والا تبار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ سب ملاحظہ فرما رہے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اتنا مسکرائے کہ میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک داڑھوں کی زیارت کرلی۔ [1]

تیر اندازی میں مہارت کا راز:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت ماہر تیر انداز تھے، مختلف جنگوں میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تیر اندازی ہی کی ذمہ داری سونپی جاتی تھی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تیر اندازی میں مہارت کا راز یہ تھا کہ خود سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کے لیے دعا فرمائی تھی۔ چنانچہ،

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے یوں دعا فرمائی: **اَللّٰھُمَّ سَدِّدْ سَھْمَہ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! سعد کے تیر کو دُرُسْتی عطا فرما۔ [2]

دربارِ مصطفےٰ کے نگہبان:

امّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں کہ مدینہ

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۲۴۱۲، ص ۱۳۱۵

[2] ......کنز العمال، باب فضائل الصحابہ سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۳۶۶۴۰، ج۱۳ ص ۹۲

منورہ آنے کے بعد ایک رات سرکارِ مکّۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہوگئے اور ارشاد فرمایا: کاش! میرے صحابہ میں سے کوئی نیک شخص آج رات میری نگہبانی کی سعادت حاصل کرتا۔ اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ابھی ہم اسی حال میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایسے لگا جیسے کوئی آیا ہو اور اس کے پاس ہتھیار بھی ہوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: کون ہے؟ تو آواز آئی: سعد بن ابی وقاص۔ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس وقت کیوں آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: میرے دل میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تنہائی کے سبب کفّار سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ پیدا ہوا تو میں بے قرار ہو کر بغرضِ نگہبانی چلا آیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی جانثاری پر خوش ہو کر دعا دی اور پھر آرام فرمانے لگے۔ [1]

خصوصی محافظِ صحابہ کرام:

کفّار چونکہ مُحسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانی دشمن تھے اور ہر وقت تاک میں لگے رہتے تھے کہ اگر ذرا بھی موقع مل جائے تو تاجدارِ رِسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شہید کر ڈالیں، بلکہ اپنے ناپاک

---

[1] ...... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۶۲۳۰، ص ۱۳۱۴

عزائم کی تکمیل کے لئے وہ بارہا قاتلانہ حملے بھی کر چکے تھے۔ اس لیے کچھ جاں نثار صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْھُم باری باری راتوں کو آپ کی مختلف خوابگاہوں اور قیام گاہوں کا شَمْشِیر بَکَف ہو کر پہرہ دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا اور جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔ (پ۶، المائدۃ:۶۷)

تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اب پہرہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے وعدہ فرما لیا ہے کہ وہ مجھے میرے تمام دشمنوں سے بچائے گا۔**''[1]

ان جاں نِثار پہریداروں میں چند خوش نصیب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

(۲) حضرت سیِّدُنا سعد بن مُعاذ اَنصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

(۳) حضرت سیِّدُنا محمد بن مَسْلَمَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ۔

(۴) حضرت سیِّدُنا ذَکْوَان بن عبدِقَیْس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

---

[1]...... سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ المائدۃ، الحدیث:۳۰۵۷، ج۵، ص۳۵ مفھوما

(۵) حضرت سیِّدُنا زُبیر بن عَوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

(۶) **حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

(۷) حضرت سیِّدُنا عَبَّاد بن بِشْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

(۸) حضرت سیِّدُنا ابو اَیُّوب اَنْصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

(۹) حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

(۱۰) حضرت سیِّدُنا مُغِیرہ بن شُعْبَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

سفید لباس میں ملبوس دو شخص:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غَزْوَۂ اُحُد وہ عَظِیْمُ الشَّان مَعْرِکَہ ہے جس میں مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتوں کی جماعتیں آسمان سے اتری تھیں، **حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار ان خوش نصیب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے جنہوں نے ان فَرِشْتوں کو دیکھا تھا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُحُد کے دن **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دائیں اور بائیں دو شخص دیکھے جو سفید لباس میں مَلبوس تھے اور حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جانب سے بہت ہی شدید لڑائی لڑ رہے تھے میں نے اس سے پہلے نہ کبھی ان کو دیکھا تھا نہ آئندہ اس

کے بعد کبھی دیکھا۔ یعنی وہ حضرت جبرائیل ومیکائیل عَلَیْہِمَا السَّلَام تھے۔[1]

مستجاب الدعوات:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ دعا کی قبولیت کے معاملے میں تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ممتاز تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہر دُعا قبول ہوجاتی تھی خواہ وہ کسی کے حق میں ہوتی یا اس کے خلاف۔ اسی وجہ سے لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بددُعا سے خوف کھاتے اور دعا کی تمنّا رکھتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ اِعزاز دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ،

سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں بارگاہِ خداوندی میں یوں دُعا فرمائی: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! سعد جب بھی تجھ سے دُعا کرے تو اُس کی دعا قبول فرما۔''[2]

دعا کی قبولیت کا نسخہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مُسْتَجَابُ الدَّعْوَات تھے ان کی دُعائیں قبول ہوجاتی تھیں، لیکن

---

[1] ......الریاض النضرة، الباب الثامن فی مناقب سعد بن مالک، الفصل السادس، ج ۲، ص ۳۲۶

[2] ......سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۳۷۷۲، ج ۵، ص ۴۱۸

ان کی دعاؤں کی قبولیت کا سبب کیا تھا، وہ کون سا نُسخہ تھا جس کے سبب انہیں یہ سعادت حاصل تھی، آیئے! بارگاہِ نبوی سے حاصل ہونے والے اس نسخے کو دیکھتے ہیں جس کے سبب ہم بھی اپنی دُعاؤں کو قبولیت کی منزل تک پہنچا سکتے ہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا جُبَیر بِنْ مُطْعِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: **یارسولَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دُعا فرمایئے کہ وہ میری دعا کو قبول فرمائے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **”اے سعد! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بندے کی دعا کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک کہ اس کا رزق پاک (یعنی حلال) نہ ہوجائے۔“** حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: **یارسولَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دعا فرما دیجئے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ میری روزی کو پاک وصاف فرما دے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کے بغیر میں تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا فرمائی: **”اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! سعد کی روزی کو پاک فرما دے۔“**

اس کے بعد **حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ عالَم ہوگیا کہ گندم کی ایک بالی بھی اپنے جانوروں کے خشک چارے میں دیکھ لیتے (اور شک گزرتا کہ شاید یہ ان کے کھیت کی نہیں) تو خُدّام سے ارشاد فرماتے:

اسے واپس وہیں لوٹا دو، جہاں سے اسے کاٹا ہے۔ ①

ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج ہماری اکثریت یہی شِکوہ کرتی ہے کہ ''**ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں**'' حالانکہ دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے سب سے بڑا اور اَہم سبب اپنی روزی کو پاک اور حلال کرنا ہے، جس کی طرف ہماری قَطْعاً توجہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ آج ہم طرح طرح کی پریشانیوں اور مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں، یقیناً جس طرح اپنے آپ کو لقمۂ حرام سے محفوظ رکھنا بہت بڑی سعادت ہے، اسی طرح لُقمۂ حرام سے محفوظ نہ رہنا بہت بڑی محرومی اور رزق میں تنگی کا سبب ہے۔ اس کے علاوہ ایک لُقمۂ حرام چالیس دن کی نمازوں اور دعاؤں کی عدمِ قبولیت کا بھی سبب ہے۔ چنانچہ،

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ عبرت بُنیاد ہے: ''جس نے حرام کا ایک لُقمہ کھایا اُس کی چالیس دن کی نَمازیں قَبول

① ……تاریخ مدینۃ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰ ص ۳۴۰

نہیں کی جائیں گی اور اس کی دعا بھی چالیس دن تک نامقبول ہوگی۔'' ①

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ! اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

عمر بڑھادی گئی:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دُعا اور بددُعا دونوں کی قبولیت کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ آپ کی دعا کی قبولیت کا ایک مشہور واقعہ یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اولاد کے نابالغ ہونے کی بنا پر اپنے لیے درازیٔ عمر کی دُعا مانگی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔ چنانچہ،

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک مرتبہ یوں دعا فرمائی: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری اولاد ابھی چھوٹی ہے مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے۔'' چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دُعا یوں قبول ہوئی کہ اس دعا کے بعد مزید بیس سال تک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زندہ رہے۔'' ②

گستاخِ صحابہ کا عبرتناک انجام:

ایک شخص حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے صحابۂ

---

① ......فردوس الاخبار، الحدیث: ۶۲۶۳، ج ۲، ص ۳۰۰

② ......تاریخ مدینۃ دمشق، حضرت سعد بن ابی وقاص، ج ۲۰ ص ۳۵۰

کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شان میں گستاخی و بے ادبی کے الفاظ بکنے لگا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سے ارشاد فرمایا: ''تم اپنی اس خبیث حرکت سے باز رہو ورنہ میں تمہارے لئے بد دُعا کر دوں گا۔'' اس گستاخ و بے باک نے کہا: ''مجھے آپ کی بددعا کی کوئی پرواہ نہیں، آپ کی بددعا سے میرا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جلال آ گیا اور آپ نے اسی وقت یہ دعا مانگی کہ ''**یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! **اگر اس شخص نے تیرے پیارے حبیب** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے پیارے اَصحاب کی توہین کی ہے تو آج ہی اس کو اپنے قہر و غضب کی نشانی دکھادے تاکہ دوسروں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔**'' اس بددعا کے بعد جیسے ہی وہ شخص مسجد سے باہر نکلا اچانک ایک پاگل اونٹ کہیں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس کو اپنے دانتوں سے چیر پھاڑ دیا اور اس کے اوپر بیٹھ کر اس قدر زور سے دبایا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں اور وہ شخص فوراً ہی مر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ دوڑے دوڑے **حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ کی دعا مقبول ہوگئی اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا دشمن نیست و نابود ہو گیا۔[1]

---

[1] ......دلائل النبوۃ للبیھقی، باب ماجاء فی دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لسعد بن ابی وقاص۔۔۔الخ، ج۶، ص۱۹۰ ......تاریخ مدینہ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج۲۰، ص۳۴۶ ملتقطاً

چیل کو سزا:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی اللہ والوں کی شان میں گستاخی دنیا وآخرت کی بربادی ہے، بالخصوص صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی گستاخی تو غضبِ الٰہی کو دعوت دینا ہے، جبکہ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تو وہ صحابی ہیں جو **مُسْتَجَابُ الدَّعْوَات** تھے، بلکہ ایسے **مُسْتَجَابُ الدَّعْوَات** کہ انسانوں کے علاوہ آپ کی دعا جانوروں کے حق میں بھی قبول ہو جاتی تھی۔ چنانچہ،

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عثمان بن عفّان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں گوشت تھا، اچانک ایک چیل نے جھپٹّا مارا اور گوشت اُچک کر لے گئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زباں پر بے ساختہ اس کے لئے بد دعا کے کلمات جاری ہو گئے جس کا اثر یہ ہوا کہ اس گوشت میں موجود ہڈی اسکے گلے میں پھنس گئی جس کے سبب وہ زمین پر گر کر مر گئی۔ [1]

غنیمت کے خلاف جنگ:

حضرت سیِّدُنا ابو عبد الرحیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہیں بیٹھے

---

[1] ……المجالسة وجواهر العلم، الجزء الثالث، الحديث: ۱۵۰، ج ۱، ص ۱۸۰

ہوئے گفتگو فرما رہے تھے کہ انہوں نے امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کا تذکرہ شروع کر کے ان کی غیبت شروع کر دی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غیبت کا بائیکاٹ کرتے ہوئے انہیں سختی سے روکا اور ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو برا بھلا مت کہو کیونکہ سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معیت میں رہتے ہوئے بھی اگرچہ ہم سے کچھ لغزشیں ہوئیں لیکن قرآنِ پاک کی اس آیتِ مبارکہ نے سب کے لئے براءتِ عامہ کا اعلان کر دیا ہے:

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔ (پ ۱۰، الانفال: ۶۸)

اور ہم دیکھتے تھے اللہ تعالٰی کی رحمت ہماری جانب لپکتی تھی۔ [1]

برائی سے روکنا بہت بڑی سعادت ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَر یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کا یہ ایک عظیم جذبہ ہے

---

[1] ……تاریخ مدینۃ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص ج ۲۰ ص ۳۵۸

کہ جیسے ہی کوئی برائی نظر آئے تو حکمتِ عملی سے اسے روک دیا جائے کیونکہ کسی مسلمان کو گناہ کرتے دیکھ کر اسے روک دینا یقیناً بہت بڑی بھلائی اور سعادت ہے۔ غیبت تو ایک بہت ہی قبیح گناہِ کبیرہ ہے، اس سے اپنے آپ کو بچانا اور دیگر مسلمانوں کو بچنے کی ترغیب دلانا بے حد ضروری ہے۔ چنانچہ،

مدنی مشورہ:

غیبت کی تعریف، اس کی مختلف مثالیں، تباہ کاریاں اور اس سے متعلقہ دیگر امور پر مشتمل دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ 504 صفحات پر مشتمل، شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف ''**غیبت کی تباہ کاریاں**'' کا ضرور مطالعہ فرمائیے۔ **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس گناہِ کبیرہ سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کا مَدَنی ذہن ملے گا۔

اُمت کی خیر خواہی:

مروی ہے کہ **حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب نماز کے لئے باہر تشریف لاتے تو کامل رُکوع و سُجود کے ساتھ مختصر نماز ادا فرماتے لیکن جب گھر میں نماز ادا فرماتے تو طویل نماز پڑھتے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا:

”ہم قوم کے امام ورہنُما ہیں جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔“ ①

معلوم ہوا کہ امام کو چاہیے کہ جماعت کی رعایت کرے اور قدرِ مسنون سے زیادہ طویل قراءت نہ کرے کہ یہ مکروہ ہے۔ ②

سانپ نے آپ کی اطاعت کی:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **بَنِی عُذْرَہ** کی ایک عورت سے نکاح فرمایا، ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے دوستوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ نے قاصد بھیج کر گھر بلایا۔ کچھ تاخیر ہوگئی تو قاصد دوبارہ پیغام لے کر آ گیا۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فوراً گھر تشریف لے گئے اور گھر بلانے کی وجہ پوچھی؟ تو زوجہ نے بجائے جواب دینے کے بستر پر کنڈلی مارے اژدہے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے عرض کی: ”کیا آپ اسے دیکھ رہے ہیں؟ یہ آپ کے نکاح میں آنے سے پہلے کا میرے پیچھے پڑا ہوا ہے مگر آپ کے گھر اور زوجیت میں آنے کے بعد آج پہلی مرتبہ یہ یہاں آیا ہے۔“ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اژدہے سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”کیا تو سنتا نہیں؟ یہ میری زوجہ ہے، میں نے حق مہر کے

---

① ......تاریخ مدینۃ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰، ص ۳۶۱

② ......الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۷

عوض اس سے نکاح کیا ہے اور اب یہ فقط میرے لئے حلال ہے تیرے لئے اس کا بال برابر حصّہ بھی جائز نہیں۔ لہٰذا یہاں سے چلا جا، دوبارہ پلٹ کر کبھی نہ آنا۔'' یہ سننا تھا کہ سانپ وہاں سے بھاگ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ **حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک شخص کو اس کا پیچھا کرنے کا حکم دیا تا کہ پتا چلے کہ وہ کہاں جاتا ہے؟ وہ مسجدِ نبوی شریف کے دروازے سے داخل ہو کر درمیان میں پہنچا اور جَست لگا کر مسجد کی چھت میں غائب ہو گیا، اس کے بعد دوبارہ کبھی پلٹ کر نہیں آیا۔ [1]

شہادت کی بشارت:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جبلِ حرا پر تشریف لے گئے تو اچانک وہ لرزنے لگا۔ محبوبِ ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے حرا! ٹھہر جا کہ اس وقت تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کھڑے ہیں۔ جب سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت آپ کے ساتھ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق، حضرت سیِّدُنا عمر فاروق، حضرت سیِّدُنا عثمان غنی، حضرت سیِّدُنا طلحہ، حضرت سیِّدُنا زبیر اور **حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص**

---

[1] ……دلائل النبوة للبيهقي، باب ماجاء في حرز الربيّع بنت مُعوّذ ابن عفراء، ج۷، ص۱۱۷

رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن تھے۔ [1]

امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ابولُولُو فَیرُوز مجوسی نے خنجر مار کر زخمی کیا اور اسی سے آپ کی شہادت ہوئی، امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خارجیوں نے شہید کیا، حضرت سیِّدُ نا طلحہ وز بیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دونوں جنگِ جمل میں شہید ہوئے۔ البتہ حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شرعی شہید نہ ہوئے بلکہ ان کی وفات اپنے گھر میں ہوئی چونکہ آپ کی وفات کسی ایسے مرض سے ہوئی جس میں موت شہادت ہوتی ہے اس لیے آپ کو شہید فرمایا گیا۔'' [2]

سلطنت و علم غیب مصطفٰے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس روایت میں جہاں حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص ودیگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے لئے شہادت کی بشارت ہے وہیں سلطنتِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وسعت بھی خوب اُجاگر ہو رہی ہے کہ جاندار تو جاندار بے جان اشیا بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تابع فرمان ہیں جبھی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لرزنے والے پہاڑ کو ساکن

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب فضائل صحابہ، باب من فضائل طلحۃ والزبیر، الحدیث: ۲۴۱۷، ص ۱۳۱۸

[2] ......مرآۃ المناجیح، ج ۸، ص ۴۳۵ تا ۴۳۶

ہونے کا حکم فرمایا تو وہ ساکن ہو گیا۔

نیز علمِ غیبِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بہاریں بھی پھول بکھیر رہی ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فقط **حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی نہیں بلکہ حِرا پہاڑ پر موجود دیگر چاروں صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان کے انتقال سے قبل ان کی شہادت کو بیان فرما دیا۔

ایک وسوسہ اور اس کا جواب:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہوسکتا ہے کہ شیطان کسی کے دل میں یہ وسوسہ ڈالے کہ غیب کا علم تو صرف **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کو ہے، انبیائے کرام یا اولیائے عِظَام کے لیے علمِ غیب کا ثبوت کیسے ہوسکتا ہے؟ چنانچہ،

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ”خوفناک جادوگر“ صفحہ نمبر ۱۱ پر اس وسوسے کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”اس میں کوئی شک نہیں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہر غائب و حاضر کو جاننے والا ہے، اس کا علمِ غیب ذاتی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ سے ہے، جبکہ انبیائے کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیائے عِظَام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا علمِ غیب عطائی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ سے بھی نہیں۔ انہیں جب سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے بتایا تب سے ہے اور جتنا بتایا اُتنا ہی ہے، اِس کے

بتائے بغیر ایک ذرّہ کا بھی نہیں۔'' چنانچہ،

علم غیب پر تین آیات:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

(1)......وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ (پ ۴، ال عمران: ۱۷۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

(2)......عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پ ۲۹، الجن: ۲۷،۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مُسلّط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(3)......وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ (پ ۳۰، التکویر: ۲۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

علم غیب پر تین احادیث مبارکہ:

﴿1﴾...... امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے

ہیں: ''ایک بار رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مخلوق کی ابتدا سے جنّتیوں کے جنّت میں جانے اور جہنّمیوں کے جہنّم میں جانے تک کے تمام معاملات کی خبر دے دی۔ پس ہم میں سے اسے جس نے یاد رکھا سو یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔'' ①

معلوم ہوا کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مخلوقات کی پیدائش سے لے کر جنّتیوں کے جنّت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے سارے حالات کا علم ہے۔

﴿2﴾...... حضرت سیِّدُنا ابوزید عَمْرو بن اَخْطَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''ایک دن خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی، پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بیان فرمایا یہاں تک کہ ظہر ہوگئی، منبر سے نیچے تشریف لائے اور نمازِ ظہر پڑھائی، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور بیان فرمایا یہاں تک کہ عصر ہوگئی، پھر نیچے تشریف لائے اور نمازِ عصر پڑھائی، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور بیان فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ اس بیان میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو کچھ

---

① ...... صحیح البخاري، کتاب بدء الخلق، الحدیث: ۳۱۹۲، ج۲، ص۳۷۵

پہلے ہو چکا اور آئندہ جو ہوگا تمام واقعات کی ہمیں خبر دے دی، تو ہم میں سب سے بڑا عالم وہ ہے جسے وہ بیان زیادہ یاد ہے۔'' [۱]

معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **مَاکَانَ وَ مَایَکُون** کا عِلْم ہے یعنی آپ گُزَشْتَہ اور آئندہ کے تمام واقعات جانتے ہیں۔

﴿3﴾...... حضرت سیِّدُنا **ثَوْبان** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا۔'' [۲]

معلوم ہوا کہ مشرق و مغرب تک زمین کا ہر حصّہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نگاہِ اَقدس کے سامنے ہے۔ مزید دلائل کیلئے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی کتب ''الدولة المكية بالمادة الغيبية''، ''خالص الاعتقاد''، ''إنباء الحی''، ''إزاحة العيب بسيف الغيب''، ''إنباء المصطفى بحال سرّ وأخفى''، ''مالئ الجيب بعلوم الغيب'' ملاحظہ فرمایئے۔

---

[۱] ...... صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب اخبار النبی فیما یکون الی قیام الساعة، الحدیث ۲۸۹۲، ص ۱۵۴۶

[۲] ...... المرجع السابق، باب ھلاک ھذہ الامة بعضھم ببعض، الحدیث: ۲۸۸۹ ص ۱۵۴۴

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چُھپا تم پہ کروڑوں درود

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

محبوبِ خدا:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہزادی حضرت سیدتنا عائشہ بنت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتی ہیں کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسجد میں تشریف فرما ہو کر تین راتیں یہ دعا مانگی: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اس دروازے سے اپنے اس بندہ کو داخل فرما جسے تو محبوب رکھتا ہے اور وہ تجھے محبوب رکھتا ہے۔'' چنانچہ ہم نے دیکھا کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کے بعد ہر بار اس دروازے سے میرے والدِ ماجد یعنی **حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی داخل ہوئے۔[1]

اے کاش! میں مرجاتا:

حضرت سیِّدُنا ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر

[1]......تاریخ مدینۃ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰ ص ۳۲۷

تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں ایسی نصیحت فرمائی کہ ہمارے دل نرم کر دیئے، حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگے اور بہت روئے اور کہنے لگے: ''اے کاش! میں مرجاتا۔'' حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے سعد! کیا میرے سامنے موت کی آرزو کرتے ہو؟'' تین۳ بار یہی ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا: ''اے سعد! اگر تم جنّت کے لیے پیدا کیے گئے ہو تو جس قدر تمہاری عمر زیادہ ہوگی اور تمہارے عمل اچھے ہوں گے یہ اتنا ہی تمہارے لیے بہتر ہے۔''[1]

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیث پاک کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: ''یعنی کیا میری زندگی میں اور میرے پاس رہ کر موت مانگتے ہو تمہیں اس وقت میری صحبتیں اور زیارتیں نصیب ہیں جو موت سے جاتی رہیں گی، اگرچہ تمہیں بعدِ موت بڑے درجے ملیں گے مگر وہ سارے درجے اس ایک نظر پر قربان جو تمہیں اب مُیَسَّر ہیں۔ کسی فقیر سے پوچھا گیا کہ مومن کی زندگی بہتر ہے یا موت؟ اس نے کہا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات میں مومن کی حیات بہتر تھی اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کے بعد اب موت بہتر ہے کہ اس زمانہ میں زندگی میں دیدار تھا اور اب بعد موت ہی ہوگا۔

[1] ……تاریخ مدینہ دمشق، حفص بن عمر، ج ۱۴، ص ۴۲۳

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

یعنی اگر دوزخ کے لیے پیدا کئے گئے ہو تو موت مانگنے میں کوئی فائدہ نہیں اور اگر جنّت کے لیے تمہاری پیدائش ہوئی تو موت مانگنا تمہارے لیے مضر، کیونکہ لمبی عمر میں زیادہ نیکیاں کروگے جس سے جنّت میں تمہارے درجے بڑھیں گے، خیال رہے کہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ''اگر'' فرمانا بے علمی کی بنا پر نہیں، حضرت سیِّدُنا سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں جن کے قطعی جنتی ہونے کی خبر خود سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دے چکے ہیں، ان کا جنتی ہونا ایسا ہی قطعی ویقینی ہے جیسا اللّٰہ کا ایک ہونا یہ ''اِنْ'' علّت بیان کرنے کے لیے ہے، جیسے ربّ تعالٰی فرماتا ہے: اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ (پ ۴، ال عمران: ۱۳۹) ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔'' نہ صحابہ کا ایمان مشکوک نہ خدا ان کے ایمان سے بے خبر، معنی یہ ہیں کہ چونکہ تم جنت کے لیے پیدا کیے جا چکے ہو لہٰذا تمہاری درازیٔ عمر بہتر ہے۔''[1]

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا اور شفقت:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے

---

[1]......مراٰۃ المناجیح، ج ۲، ص ۴۴۲ تا ۴۴۳

ہیں: ایک مرتبہ میں مکّۂ مکرّمہ میں سخت بیمار ہو گیا، حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری عیادت کے لئے تشریف لائے، میں نے عرض کیا: ''یانبی اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں ترکے میں مال چھوڑ رہا ہوں، میرے پیچھے میری صرف ایک ہی بیٹی ہے، کیا میں دو ثلث راہِ خدا میں اور ایک ثلث اسکے لئے وصیت کر جاؤں؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منع فرما دیا۔ میں نے نصف کہا تو بھی انکار فرما دیا، پھر میں نے عرض کی: تہائی کی وصیت کر کے دو تہائی بیٹی کے لئے چھوڑ دوں؟ تو ارشاد فرمایا: ''تہائی کی (وصیت) کر دو تہائی بہت ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ کر جاؤ تو یہ انہیں غریب چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور جو کچھ تم راہِ خدا میں خرچ کرو وہ صدقہ ہے، یہاں تک کہ جو لقمہ تم اٹھا کر بیوی کے منہ میں ڈالو وہ بھی صدقہ ہے اور عنقریب اللّٰہ تعالیٰ تمہیں بلند کر دے گا تو کتنے ہی لوگ تم سے نفع اٹھائیں گے۔'' اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا، پھر چہرے اور پیٹ پر پھیرا، اس کے بعد میرے حق میں یوں دعا کی: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! سعد کو شفا عطا فرما اور اس کی ہجرت کو پایۂ تکمیل تک پہنچا۔'' حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''اب بھی میں ان حَسین اور پُرکیف لمحات کو یاد کرتا ہوں تو شہنشاہِ

مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ شفقت کی ٹھنڈک اپنے جگر میں محسوس کرتا ہوں۔''(1)

حکیمُ الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیث پاک کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ واقعہ فتحِ مکّہ کے سال کا ہے۔اس وقت آپ مکّۂ معظّمہ میں تھے، سخت بیمار ہوگئے تھے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی جائے قیام سے آپ کی جائے قیام پر صرف مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔معلوم ہوا کہ اپنے خُدّام کی مزاج پرسی، بیمار پرسی کے لیے ان کے گھر جانا سنّت ہے۔حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ مبارک قدرتی طور پر قدرے ٹھنڈے تھے جن سے دوسرے کو نہایت خوشگوار ٹھنڈک محسوس ہوتی تھی چونکہ حضرت سیِّدُنا سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دل کی بیماری تھی اس لیے حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیماری کی جگہ ہاتھ رکھا۔معلوم ہوا کہ مرض کی جگہ ہاتھ رکھنا عیادت کے لیے سنّت ہے۔''فواد'' دل کو بھی کہتے ہیں، دل کے پردے کو بھی اور سینہ کو بھی جو دل کا مقام ہے۔یہاں غالباً سینہ مراد ہے۔

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا
سینے پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

(1)...... صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب وضع الید علی المریض، الحدیث: ۵۶۵۹، ج۴، ص۸

مبارک ہے وہ بیماری جس میں ایسے تیماردار اُمّت کے غم خوار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود چل کر مریض کے پاس آویں۔ [1]

سرِ بالیں انہیں رحمت کی ادا لائی ہے
حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ہر بال کے بدلے نیکی:

حضرت سیِّدُنا جُبَیْر اَنصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، ایک لڑکا کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یعنی اے اللّٰہ کے رسول! آپ پر سلام ہو، میں ایک یتیم مسکین لڑکا ہوں اور میرے ساتھ میری ضعیف والدہ ہے، جو کچھ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا فرمایا ہے اس میں سے تھوڑا سا ہمیں بھی عطا فرما دیجئے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی رضا چاہتا ہے یہاں تک کہ آپ راضی ہو جائیں۔ حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لڑکے! اپنی بات دہراؤ تمہاری زبان سے تو

[1] ...... مراۃ المناجیح، ج ٦، ص ٤٠ تا ٤١

فرشتہ بول رہا ہے۔'' اس نے اپنے کلام کو دہرایا۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو کچھ آلِ رسول کے گھر میں ہے لے آؤ۔'' پس ایک برتن (اناج وغیرہ کا) پیش کیا گیا جو دیکھنے میں ایک سے زیادہ اور دولَپ سے کم تھا۔ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لڑکے! یہ لے جاؤ اس میں تمہارے لیے، تمہاری والدہ اور بہن کے لئے دو پہر اور رات کا کھانا ہے، میں اس کھانے میں برکت کی دعا سے تمہاری مدد کرتا رہوں گا۔''

وہ لڑکا وہاں سے رُخصت ہو کر جب مسجد کے دروازے پر پہنچا تو اس کا سامنا حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوا آپ نے اس کے سر پر دستِ شَفْقَت پھیرا۔ انہیں یہ بات معلوم نہ تھی کہ اسے کچھ عطا کیا گیا ہے یا نہیں؟ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ نبوی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہوئے تو سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں نے تمہیں نہیں دیکھا جب تم اُس لڑکے سے ملے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا؟'' حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''کیوں نہیں'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس جس بال پر تمہارا ہاتھ گزرا اسکے بدلے تمہارے لیے نیکی ہے۔'' معلوم ہوا یتیم

کے سر پر ہاتھ پھیرنا مُستحب ہے۔[1]

دین کے مددگار:

حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنہیں بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے **''نَاصِرُ الدِّیْن''** یعنی دین کے مددگار کا لقب عطا ہوا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **''اے سعد! تم جہاں بھی ہو گے دین کے مددگار رہو گے۔''**[2]

معتبر شخصیت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اچھے اخلاق واطوار ہونے کے باوجود ان کی شخصیت ایسی نہیں ہوتی کہ دینی ودنیاوی معاملات میں ان سے مشاورت کی جائے یا ان معاملات میں ان کی شخصیت پر اعتماد کیا جائے، ان کی بات کو قولِ فیصل کی حیثیت حاصل ہو، اگر کسی کی ذات میں ایسا ملکہ موجود ہے تو یقیناً وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ایک عظیم نعمت سے بہرا مند ہے، **حضرت سیِّدُ نا**

---

[1] ......مکارم الاخلاق، باب فضل التکفل بامر الایتام، الحدیث: ۱۰۹، ص ۳۵۲

[2] ......الریاض النضرۃ، الباب الثامن فی مناقب سعد بن مالک، ذکر انہ ناصر الدین ج ۲ ص ۳۳۰

سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ایسے ہی صحابی تھے کہ تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ان کی شخصیت پر بھرپور اعتماد کیا کرتے تھے اور کئی معاملات میں ان سے مُشاوَرت بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ،

رُکنِ شوریٰ:

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سمیت دیگر چھ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر مشتمل ایک ''شوریٰ'' بنائی اور ارشاد فرمایا: ''شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی وفاتِ ظاہری تک ہمیشہ ان سے خوش رہے، اگر یہ شوریٰ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ منتخب کرلے تو ٹھیک ورنہ جو بھی خلیفہ بنے وہ اپنے معمولات میں ان سے رہنمائی ضرور لیتا رہے۔''[1]

آپ کے فیصلے پر عمل کا حکم:

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں جَریر اور مُثَنّٰی بن حارثہ کے مابین حکومتی معاملات میں کچھ اختلافات ہوگئے تو امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی

---

[1] ...... تاریخ مدینة دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰، ص ۳۵۴

وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کے معاملات سُلجھانے کے لئے وہاں بھیجا اور ساتھ ہی ان دونوں کو یہ حکم جاری کیا کہ وہ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بات غور سے سنیں اور یہ جو فیصلہ فرمائیں اس پر عمل کریں۔ چنانچہ دونوں نے ایسا ہی کیا۔[1]

آپ کی صداقت کی گواہی:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے موزوں پر مسح فرمایا۔

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے آپ سے یہ حدیث سُن کر امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا کہ ''کیا یہ بات بالکل صحیح ہے؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! اور جب سعد تمہیں نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کوئی حدیث سنائیں تو اس کی تصدیق کے لیے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔''[2]

حقوق العباد کے معاملہ میں احتیاط:

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا

---

[1]...... تاریخ مدینۃ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰، ص ۳۵۱

[2]...... صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب المسح علی الخفین، الحدیث: ۲۰۲، ج ۱، ص ۹۲

عَمْرو بن مَعْدِیْکَرِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے **حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شخصیت اور کردار کے متعلق ان کی رائے طلب کی تو انہوں نے عرض کی: ''وہ تو نہایت ہی اعلیٰ صفات کے حامل ہیں، قرض وخراج وغیرہ وصول کرنے میں کبھی سختی سے کام نہ لیا بلکہ ہمیشہ نرمی اختیار کی، حالانکہ تیزی اور ہوشیاری میں وہ چیتے کی کھال میں لپٹے ایک خالص عربی ہیں اور بہادری میں تو شیر کی مثل ہیں، فیصلہ کرنے میں کبھی غلطی نہ کی بلکہ ہمیشہ انصاف فرمایا اور تقسیم کے معاملے میں کبھی کسی کا حق تلف نہیں کیا بلکہ ہمیشہ مساوات سے کام لیا۔ نیز ہمارے حقوق کے معاملے میں وہ چیونٹیوں کی طرح ذمہ داری سے کام لیتے ہیں۔''[1]

حدیث بیان کرنے میں احتیاط:

حضرت سیِّدُنا **سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شخصیت واقعی ایسی تھی کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ان پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کیا کرتے تھے، لیکن اس کے باوجود آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ احتیاط کا دامن کبھی نہ چھوڑتے تھے، بالخصوص سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حدیث بیان کرنے کے معاملہ میں انتہائی احتیاط فرماتے۔ چنانچہ،

[1]......المجالسة وجواهر العلم، الجزء الرابع عشر، الحديث: ۲۰۲۰، ج۲، ص ۲۶۵

ایک ہی حدیث بیان فرمائی:

حضرت سیِّدُ نا سائِب بن یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں نے مدینہ منورہ سے مکّہ مکرمہ تک حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ سفر کیا'' اور حضرت سیِّدُ نا سلیمان بن بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں کافی عرصے تک حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ رہا لیکن حدیث بیان کرنے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی احتیاط کا یہ عالَم تھا کہ اتنے عرصے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فقط **ایک ہی حدیث بیان** فرمائی۔''[1]

مسئلہ پوچھنے پر سکوت:

حضرت عائشہ بنت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتی ہیں کہ میرے والدِ گرامی حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کوئی خاطر خواہ جواب نہ دیا بلکہ ارشاد فرمایا: ''مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ میں تو تمہیں ایک حدیث بیان کروں گا مگر تم اضافہ کر کے اس سے کئی حدیثیں بنا لو گے۔''[2]

---

[1]......تاریخ مدینہ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج۲۰ص ۳۶۱

[2]......الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر جمع النبي صلی اللہ علیہ وسلم لسعد أبویہ بالفداء، ج۳، ص۱۰۶

لمحۂ فکریہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی بہت نازک معاملہ ہے، آج کل قرآنی آیات کے تراجم اوراحادیث بیان کرنے میں بھی بہت بے احتیاطی کی جاتی ہے، بالخصوص موبائل کے ذریعے ایسے دینی موادکو کسی سنی صحیح العقیدہ عالِم یا دارُالاِفتا اہلسنت کی تصدیق کے بغیر آگے بھیج دیا جاتا ہے۔ یادرکھیے! قرآنِ پاک کی کسی آیت کا غَلَط تَرجمہ یا کسی ایسی بات کو جو حدیث نہ ہو اسے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف مَنْسوب کرکے جان بوجھ کر بطورِ حدیث بیان کرنا گناہِ کبیرہ حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ایسے شخص کے لیے خود سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جہنّم کی وعید ارشاد فرمائی۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنالے۔''[1]

جب حضرت سیِّدُنا **سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے احادیثِ مبارکہ سننے کے باوجود اتنی احتیاط فرماتے تھے، تو ہمیں بھی اس مُعاملے میں بہت احتیاط کرنی چاہیے۔

---

[1] ……صحیح البخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب ... الخ، الحدیث: ۱۱۰، ج۱، ص۵۷

بے شک میں جنتی ہوں:

حضرت سیِّدُ نا مُصْعَب بن سَعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ وقتِ اَخِیر میرے والد ماجد یعنی حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سرِ اَقْدَس میری گود میں تھا، میری آنکھوں سے بہتے آنسو دیکھ کر انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''اے میرے بیٹے! تجھے کس چیز نے رُلایا؟'' میں نے عرض کی: ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حالت دیکھ کر آبدیدہ ہو گیا تھا کہ آپ جیسا فاتحِ اِیران، مردِ میدان آج اس گوشہ نشینی وسادگی کے عالَم میں بسترِ مرگ پر جاں بَلَب ہے، بس یہی سوچ کر میری قوتِ برداشت جواب دے گئی اور آنسو بہہ پڑے۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''آنسو مت بہاؤ! کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے کبھی بھی عذاب نہیں دے گا اور بے شک میں جنّتی ہوں اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ یقیناً مومنین کو اُن نیکیوں کا بدلہ عطا فرمائے گا جو انہوں نے خالِص اس کی رضا کے حُصُول کے لئے کیں۔'' [1]

سنتوں سے والہانہ محبت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ تھے سچے عاشقوں کے انداز کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہر ہر سنت کو دل وجان سے

---

[1]......الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وصیة سعد، ج ۳، ص ۱۰۸

اپناتے تھے۔آج ہماری اکثریت سنّتوں سے کوسوں دور ہے اور اگر بعض لوگوں کو مَدَنی ماحول کی برکت سے سنّتیں اپنانے کا جذبہ ملتا بھی ہے تو عموماً نفس پر گراں گزرنے والی سنّتیں جیسے کم اور سادہ کھانا، سادہ لباس پہننا وغیرہ سے وہ بھی محروم رہ جاتے ہیں۔اے کاش! ہمیں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں سے والہانہ محبت ہوجائے اور بس یہی زبان پر جاری ہوجائے:

شہا ایسا جذبہ پاؤں کہ میں خوب سیکھ جاؤں
تری سنتیں سکھانا مدنی مدینے والے
تری سنتوں پہ چل کر مری روح جب نکل کر
چلے تم گلے لگانا مدنی مدینے والے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خوش بختی اور بد بختی والی تین تین چیزیں:

حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق شیبانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ **حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''تین۳ چیزیں خوش بختی ہیں اور تین۳ بد بختی۔''

خوش بختی والی تین چیزیں یہ ہیں: (۱) اطاعت گُزار نیک بیوی (۲) ایسی سواری جو نیک ساتھیوں کے پاس بَروقت پہنچا دے (۳) اور ایسا وسیع گھر جو

ضروریاتِ زندگی کے کثیر وسائل سے آراستہ ہو۔

جبکہ بدبختی والی تین چیزیں یہ ہیں: (۱) بداَخلاق نافرمان بیوی (۲) ایسی سواری جو بوقتِ ضرورت نیک ساتھیوں سے ملانے کے بجائے تھکا دے اور اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو پیچھے رہ جائے (۳) اور ایسا تنگ و چھوٹا گھر جس میں ضروریاتِ زندگی کے قلیل وسائل ہوں۔ [1]

فتنوں سے کنارہ کشی:

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کے بعد جب صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے مابین بعض اُمور میں اختلافات شِدّت اختیار کر گئے تو حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تمام اختلافات سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے گھر کے ایک کونے میں گوشہ نشین ہو گئے اور گھر والوں سے فرما دیا کہ ''مجھے لوگوں کے معمولات کے مُتَعَلِّق اس وقت تک کچھ نہ بتانا جب تک وہ ایک اِمام کی بَیْعَت پر مُتَّفِق نہ ہو جائیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صاحبزادے عمر بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ''آپ یہاں تشریف فرما ہیں جبکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان خلافت کے معاملے میں اختلاف کا شکار ہو گئے ہیں۔'' اور ایک روایت میں ہے

[1] ……موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب اصلاح المال، باب العقارات، الحدیث: ۲۹۲، ج۷، ص۴۶۷

کہ آپ کے بھتیجے حضرت سیِّدُنا ہاشم بن عُتبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے پاس آئے اور عرض کی: ''وہاں ایک لاکھ تلواریں خلافت کے معاملے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فیصلے کی منتظر ہیں اور آپ یہاں تشریف فرما ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواباً ارشاد فرمایا: **''تم مجھے ایسی تلوار لادو جس سے اگر میں مسلمان کو ماروں تو اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے اور اگر کافر کو ماروں تو اسے کاٹ ڈالے۔''**[1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا پسندیدہ بندہ:

انہی دنوں کی بات ہے کہ ایک دن حضرت سیِّدُنا **سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے اونٹوں کے پاس موجود تھے کہ اتنے میں آپ کا بیٹا عمر بن سعد دور سے آتا ہوا دکھائی دیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر فرمایا: ''میں اس سوار کے شر سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' (کیونکہ وہ آپ کو گوشہ نشینی ترک کرنے اور امورِ خلافت میں دلچسپی لینے کے لئے ابھارا کرتا تھا) چنانچہ بیٹے نے قریب آکر شکوہ بھرے لہجے میں عرض کی: ''آپ تو اونٹوں اور بکریوں وغیرہ میں لگے رہتے ہیں اور لوگوں کو سلطنت کے معاملے میں جھگڑنے کے لئے چھوڑ دیا ہے ان کے پاس جاتے ہی نہیں۔'' حضرت سیِّدُنا **سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: ''خاموش ہو جاؤ! میں نے تاجدارِ رِسالت،

---

[1]......تاریخ مدینۃ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰، ص ۲۸۷

شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو متقی یعنی پرہیزگار اور ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والا ہو، مُسْتَغْنِی یعنی لوگوں سے بے پرواہ ہو اور اپنے گرد لوگوں کی ریل پیل کی خواہش رکھنے والا نہ ہو بلکہ گوشہ نشین ہو۔'' (۱)

مخلوق سے کنارہ کشی:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرمایا کرتے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے اور لوگوں کے درمیان لوہے کا ایک دروازہ ہو، نہ مجھ سے کوئی بات کرے اور نہ ہی میں کسی سے بات کروں یہاں تک کہ میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے جاملوں۔'' (۲)

انصار سے والہانہ محبت:

حضرت سیِّدُنا عامر بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والدِ گرامی حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''ابا جان! آپ نے انصار کے محلّے میں گھر بنایا ہے، اس کی کوئی خاص وجہ؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دینے کے بجائے مجھ سے پوچھ لیا کہ ''کیا تمہارے دِل

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، الحدیث: ۲۹۶۵، ص ۱۵۸۵

(۲)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب العزلۃ والإنفراد، الحدیث: ۵۷، ج۶، ص ۵۱۱

میں کوئی شبہ ہے؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں، بلکہ میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ انصار کے فضائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمانے لگے: ''میں نے خود محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ''انصار سے وہی محبت کرے گا جو مومن ہے اور ان سے وہی بغض رکھے گا جو منافق ہے۔''[①]

تربیت اولاد:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے اپنے والد گرامی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عِلمی و عَملی فیضان سے سیراب ہوتے رہتے تھے اور خود حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ان کی تربیت فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ،

مانگنا ہے تو قناعت مانگ:

ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ایک بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اگر تو کسی سے کچھ مانگنا چاہتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے قناعت مانگ کہ مال جتنا بھی ہو قناعت نہ ہونے کی صورت میں وہ تجھے غنی نہیں کر سکتا۔''[②]

---

① ......اسد الغابۃ، الرقم ۲۰۳۸ سعد بن مالک القرشی، ج ۲، ص ۴۳۶

② ......المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء الثامن، الحدیث: ۱۱۱۰، ج ۱، ص ۴۲۷

آپ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی احادیث

ایک دن میں ایک ہزار نیکیاں:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم میں سے کوئی ایک دن میں ایک ہزار نیکیاں کما لے؟'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کیسے ممکن ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جو دن میں سو بار اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح کرے اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کی اتنی ہی خطائیں مٹا دی جاتی ہیں۔''[1]

جنت کے باغوں میں سے ایک باغ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے مُصَلّٰی (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ) اور گھر کے درمیان کا ٹکڑا جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''[2]

جادو اور زہر سے محفوظ رہنے کا نسخہ کیمیا:

حضور نبی پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

---

[1]...... المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۴۹۶، ج۱، ص۳۶۸

[2]...... المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۳۲، ج۱، ص۱۴۷

جو صبح کے وقت روزانہ سات عجوہ کھجوریں کھالیا کرے تو اس دن کوئی زہر اور جادو اسے تکلیف نہ دے گا۔[1]

کاتبینِ وحی:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار ان صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے جو قرآنِ کریم کی نازل ہونے والی آیتوں اور دوسری خاص خاص تحریروں کو خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کے مطابق لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ،

امام قَسْطَلَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (مُتَوَفّٰی ۹۲۳ھ) نے **المواھب اللدنیه** میں ان کاتبین کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں جو یہ ہیں:

(۱) حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق (۲) حضرت سیِّدُنا عمر فاروق

(۳) حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی (۴) حضرت سیِّدُنا علی المرتضی

(۵) حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عبید اللّٰہ (۶) حضرت سیِّدُنا زُبیر بن عوام

(۷) حضرت سیِّدُنا سَعید بن عاص (۸) حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص

(۹) حضرت سیِّدُنا عامر بن فُہَیْرہ (۱۰) حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن اَرْقَم

(۱۱) حضرت سیِّدُنا اُبی بن کَعْب (۱۲) حضرت سیِّدُنا ثابت بن قَیْس

---

[1] ……صحیح البخاری، کتاب الاطعمة، باب العجوة، الحدیث: ۵۴۴۵، ج۳، ص ۵۴۰

(۱۳) حضرت سیِّدُ نا حَنْظَلہ بن ربیع (۱۴) حضرت سیِّدُ نا ابوسفیان

(۱۵) حضرت سیِّدُ نا امیر مُعاویہ (۱۶) حضرت سیِّدُ نا زید بن ثابت

(۱۷) حضرت سیِّدُ نا شُرَحْبِیل بن حَسَنہ (۱۸) حضرت سیِّدُ نا علا بن حَضْرَمی

(۱۹) حضرت سیِّدُ نا خالد بن ولید (۲۰) حضرت سیِّدُ نا عَمرو بن عاص

(۲۱) حضرت سیِّدُ نا مُغیرہ بن شُعبہ (۲۲) حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن رَوَاحہ

(۲۳) حضرت سیِّدُ نا مُعَیقِیب بن ابی فاطمہ (۲۴) حضرت سیِّدُ نا خالد بن سعید بن عاص

(۲۵) حضرت سیِّدُ نا حُذَیفہ بن یَمان (۲۶) حضرت سیِّدُ نا حُوَیْطِب

رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن [1]

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ازواج واولاد:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مختلف اوقات میں کل گیارہ نکاح فرمائے، ان سے آپ کی اولاد کی تعداد ۳۶ ہے، جن میں سے ۱۸ بیٹے اور ۱۸ بیٹیاں ہیں۔

ازواج اوران سے پیدا ہونے والی اولاد کی تفصیل کچھ یوں ہے:

	ازواج	بیٹے	بیٹیاں	کل تعداد
1	بنتِ شہاب	اسحاق اکبر	ام حکم کبریٰ	2
2	بِنتِ قَیس بن مَعدِ یکَرب	عمر، محمد	حَفْصہ، اُمِّ قاسم، کلثوم	5

[1] ……المواھب اللدنیہ، الفصل السادس، ج ۱، ص ۴۳۴

3	اُمِّ عامر بنتِ عَمْرو	عامر، اسماعیل اسحاق اصغر	اُمِّ عِمْران	4
4	زبیدہ	ابراہیم، موسٰی	اُمِّ حکم صغریٰ، اُمِّ عمرو، ھند، اُمِّ زبیر، اُمِّ موسٰی	7
5	سلمٰی	عبد اللّٰہ	XXX	1
6	خولہ بنت عَمْرو	مُصْعَب	XXX	1
7	اُمِّ ہِلَال بِنتِ رَبیع بن مری	عبد اللّٰہ اصغر عبدالرحمٰن (بُجَیر)	حمیدہ	3
8	اُمِّ حَکِیم بِنتِ قارظ	عُمَیر اکبر	حمنہ	2
9	سَلْمٰی بِنتِ حَفْص	عُمَیر اصغر، عَمْرو عِمْران	اُمِّ عُمَر، اُمِّ اَیُّوب، اُمِّ اِسْحاق	6
10	ظَبْیَہ بنت عامر	صالح	XXX	1
11	اُمِّ حجیر	عثمان	رملہ	2
X	XXX	XXX	عمرہ	1
X	XXX	XXX	عائشہ	1
کل تعداد	ازواج=11	بیٹے=18	بیٹیاں=18	36

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹی عَمْرَہ نابینا تھیں جن کی والدہ عرب کے

قیدیوں میں سے تھی اور حضرت سیدتنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا کُتُب میں اکثر ذکر ملتا ہے (مگران کی والدہ کے متعلق کسی نے کچھ ذکر نہیں کیا) اورانہوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کئی احادیث بھی روایت کی ہیں۔ [1]

وصالِ پُرملال:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصالِ پُر ملال ۵۸ سن ہجری کو حضرت سیِّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانۂ خلافت میں ''وادیٔ عَقِیْق'' میں ہوا جو کہ مدینہ منورہ سے تقریباً دَس میل کی دوری پر واقع ہے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جسدِ مبارک کندھوں پر اٹھا کر مدینہ منورہ لایا گیا۔ والیٔ مدینہ مروان بن حکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور امّہاتُ المومنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ نے اپنے اپنے حجروں میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ [2]

سب سے آخر میں انتقال:

مُہاجِرین صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سب سے آخر میں حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ہوا۔ [3] جس سال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا

---

[1]……صفۃ الصفوۃ، ابو اسحق سعد بن ابی وقاص، ذکر اولادہ، ج ۱، الجزء الاول، ص ۱۸۷

[2]……الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۳۳۳

[3]……المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر مناقب ابی اسحاق سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۶۱۵۶، ج ۴، ص ۶۳۱

انتقال ہوا اسی سال امّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ، حضرت سیدتنا امّ سَلَمہ اور حضرت سیِّدُنا امام حَسَن مُجتبیٰ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا بھی انتقال ہوا۔ (۱)

ترکہ:

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صاحبزادی حضرت سیدتنا عائشہ بنتِ سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتی ہیں کہ میرے والدِ گرامی نے مروان کو اپنے مال کی زکوٰۃ پانچ ہزار درہم بھیجی اور جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوا تو ترکے میں آپ نے دولاکھ اور پچاس ہزار درہم چھوڑے۔ (۲)

عشق سے معمور وصیت:

اِنتقال سے قَبل آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عشق سے مَعْمُور یہ وصیت فرمائی کہ مجھے اس جُبّہ میں کفن دیا جائے جسے پہن کر میں نے جنگِ بدر میں مشرکین سے جہاد کیا تھا، لہٰذا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وصیت کے مطابق آپ کو اسی جُبّہ شریف میں کفن دیا گیا اور تا قیامت آرام فرمانے کے لئے جنّتُ البقیع میں دفن کردیا گیا۔ (۳)

---

(۱)……تاریخ مدینۃ دمشق، سعد بن مالک ابی وقاص، ج ۲۰، ص ۳۷۱

(۲)……المرجع السابق، ص ۳٦۳

(۳)……الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۳٦٤

بغلی قبر کھودنے کی وصیت:

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا سعد ابن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا: ''میرے لیے بَغْلی قبر کھودنا اور مجھ پر کچّی اینٹیں یونہی کھڑی کرنا جیسے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے کی گئیں۔''[1]

بغلی قبر کسے کہتے ہیں؟

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ **بَغْلِی قَبر** یہ ہے کہ اولاً زمین سیدھی کھودی جائے پھر قبلہ کی جانب میت کے جسم کے مطابق گڑھا کیا جائے اور یہ جو دروازہ سا بن گیا اسے اینٹوں یا پتھروں سے بند کر دیا جائے یہاں پکّی اینٹ یا لکڑی لگانا مکروہ ہے کہ ان میں آگ کا اثر ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبرِ انور میں نو کچّی اینٹیں لگائی گئیں کیونکہ مدینہ منورہ کی اینٹ بہت بڑی ہوتی ہے، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبرِ انور زمین سے ایک بالِشت اُونچی رکھی گئی۔[2]

---

[1]......صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب في اللحد ونصب اللبن علی المیت، الحدیث: ۹۶۶، ص ۴۸۱

[2]......مراٰۃ المناجیح، ج ۲، ص ۴۸۷

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

امین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ماخذ ومراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	مطبوعات
1	القران الکریم	کلام الٰہی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
3	معالم التنزیل (تفسیر البغوی)	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
4	صحیح البخاری	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
5	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم، بیروت
6	سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت
7	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت
8	المستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبداللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت
9	المعجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ۔	دار احیاء التراث العربی، بیروت
10	الموسوعة	حافظ ابو بکر عبداللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا متوفی ۲۸۱ھ۔	المکتبۃ العصریۃ
11	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر، بیروت
12	الفردوس بمأثور الخطاب	حافظ ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الفکر، بیروت
13	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
14	المجالسۃ وجواہر العلم	ابو بکر احمد بن مروان الدینوری مالکی متوفی ۳۳۳ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
15	عمدۃ القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ	دار الفکر، بیروت
16	فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت

17	مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلیکیشنز
18	دلائل النبوۃ	امام احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
19	المواھب اللدنیہ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
20	مکارم الاخلاق	حافظ ابو بکر عبداللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا متوفی ۲۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
21	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ شافعی متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
22	الطبقات الکبری	محمد بن سعد بن منیع ھاشمی بصری متوفی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
23	کتاب المغازی	ابو عبداللہ محمد بن عمر بن واقدی متوفی ۲۰۷ھ	مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت
24	الکامل فی التاریخ	ابو الحسن علي بن محمد بن الاثير الجزري متوفی ۶۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
25	وفیات الاعیان	ابو العباس شمس الدين احمد بن محمد بن ابي بكر بن خلكان متوفی ۶۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
26	معرفۃ الصحابۃ	حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ شافعی متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
27	الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
28	اسد الغابۃ	ابو الحسن علي بن محمد بن الاثير الجزري متوفی ۶۳۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
29	الریاض النضرۃ	ابو العباس محب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد الطبري شافعی متوفی ۶۹۴ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
30	تاریخ مدینۃ دمشق	الحافظ ابو القاسم علي بن حسن بن هبة الله الشافعي المعروف ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر بیروت
31	صفۃ الصفوۃ	امام جمال الدین ابی الفرج ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
32	سبل الھدی والرشاد	محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
33	الفتاوی الھندیۃ	علامہ ھمام مولانا شیخ نظام حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ وجماعۃ من علماء الھند	دار الفکر بیروت
34	فتاوی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاھور
35	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
36	جنتی زیور	عبد المصطفےٰ اعظمی متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
37	فیضانِ سنت	ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، کراچی

فہرست







اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ "فکرِ مدینہ" کے ذریعے مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پُر کرکے اپنے یہاں کے ذمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کے لیے "مَدَنی اِنعامات" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے "مَدَنی قافلوں" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: درانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا): فیضانِ مدینہ، اقبال پارک اسٹریٹ، بالمقابل جامع مسجد۔ فون: 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net